ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۰ راگست ۱۹۶۵ء
۲۲ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ"۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہترین حضرات وہ ہیں جنہوں نے قرآن کو سیکھا۔ اور اس کو (دوسروں کو) سکھایا۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ التَّمْرَۃِ: لَا رِیْحَ لَھَا وَطَعْمُھَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ: رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ: لَیْسَ لَھَا رِیْحٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ"۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس مومن کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے مثل ترنج کے ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور مزا بھی خوب ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو کہ قرآن کریم نہیں پڑھتا چھوہارے جیسی ہے کہ اس میں خوشبو تو نہیں ہے مگر مزا شیریں ہے۔ اور وہ منافق جو کہ قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے۔ اس کی مثل ریحان جیسی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہے مگر مزا کڑوا ہوتا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو کہ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا ہے اندرائن (تمہ) کے پھل کی مانند ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کی خوشبو بھی نہیں ہے اور اس کا مزا بھی کڑوا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ" رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ سے بہت سی قوموں کو بلند کرتا ہے اور اسی پر (عمل نہ کرنے کی) وجہ سے بہت سی قوموں کو پست کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّھَارِ، وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنْفِقُہٗ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّھَارِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ دو ہی چیزیں قابل رشک ہیں۔ ایک تو وہ شخص جس کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کی دولت عطا فرمائی۔ اور وہ دن رات کے گوشوں میں اس کی تلاوت کرتا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالےٰ نے مال کی دولت سے نوازا۔ اور وہ دن رات کے لمحات میں اس کو راہِ خدا میں صرف کرتا ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: کَانَ رَجُلٌ یَقْرَأُ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ وَعِنْدَہٗ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَیْنِ، فَتَغَشَّتْہُ سَحَابَۃٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ، وَجَعَلَ فَرَسُہٗ یَنْفِرُ مِنْھَا، فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ لَہٗ ذٰلِکَ فَقَالَ: "تِلْکَ السَّکِیْنَۃُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ"۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (نوافل) میں سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے پاس اس کا گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا تو اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور گھوڑے سے قریب ہوا اور گھوڑے نے اس کو دیکھ کر اچھلنا اور کودنا شروع کیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے یہ چیز بیان کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سکینت تھی جو قرآن (پڑھنے) کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ حَسَنَۃٌ، وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَا اَقُوْلُ: الٓمّٓ حَرْفٌ، وَلٰکِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِیْمٌ حَرْفٌ"۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) میں سے ایک حرف تلاوت کرے تو اس کو اس کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ "الٓمّٓ" ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ کَمَا کُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْیَا، فَاِنَّ مَنْزِلَتَکَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰیَۃٍ تَقْرَؤُھَا"۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا (قیامت کے روز) قرآن پڑھنے والے شخص سے کہا جائے گا۔ کہ قرآن کریم پڑھ اور جنت کے منازل میں چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ اس لئے کہ جنت میں تیرا مقام آخری آیت کے ختم پر ہوگا جس کو تو پڑھ رہا ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ"، رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ

جنگِ آزادیٔ کشمیر

بالآخر کشمیری مسلمانوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ اور انہوں نے تنگ آ کر مقبوضہ کشمیر میں مسلح جنگ آزادی شروع کر دی ہے۔ وہ ۱۷ سال کی طویل مدت اپنی منشا اور مرضی کے خلاف بھارتی سامراج کی سنگینوں کے سایہ تلے گذار چکے ہیں۔ اس دوران میں انہوں نے بے شمار مصیبتوں کا سامنا کیا۔ گھروں سے بے گھر ہوئے۔ ہزاروں پاک دامن بیبیوں کی عصمتوں کی پامالی دیکھی اور لاتعداد جانیں قربان کیں لیکن جذبۂ آزادی کی شمع روشن رکھی ۔۔۔ بھارت کی درندہ صفت فوجیں جیسے جیسے اپنی گرفت مقبوضہ کشمیر پر مضبوط کرتی چلی گئیں۔ اس سے کہیں زیادہ برق رفتار کے ساتھ کشمیری مجاہدین کا جوش جہاد اور حصول آزادی کے ولولے اس گرفت کو توڑ پھینکنے کے لئے بیدار ہوتے چلے گئے ۔۔ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ اور ان کے دستِ راست مرزا افضل بیگ نے کشمیری مسلمانوں کی قیادت کا حق ادا کر دیا اور کشمیری مسلمانوں کی آواز کو نہ صرف اکنافِ عالم میں پہنچایا بلکہ خود کو قید و بند کی مسلسل صعوبتوں کے حوالے کر کے کشمیری مسلمانوں کے جذبۂ حریت کو حیاتِ تازہ عطا کر دی۔ اب مقبوضہ کشمیر میں جنگِ آزادی اپنے شباب پر ہے اور تقریباً ۱۲ شہروں میں خون ریز جنگ جاری ہے۔ کشمیر سے آمدہ اطلاعات پتہ دے رہی ہیں کہ حریت پسندوں کو ہر محاذ پر شاندار کامیابیاں نصیب ہو رہی ہیں۔ مجاہدوں نے مقبوضہ کشمیر کے نو پل تباہ کر دیئے ہیں۔ سری نگر جموں روڈ کو کئی جگہ سے کاٹ دیا ہے۔ بھارتی فوج کے اسلحہ، پٹرول اور خوراک کے متعدد ذخیرے تباہ کر دیتے ہیں۔ اور مقبوضہ کشمیر کے وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ مجاہدین نے سری نگر کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر کے اسے باقی علاقہ سے کاٹ دیا ہے۔ اور آخری اطلاعات کے مطابق اس وقت سرینگر کے ہوائی اڈے اور پریڈ گراؤنڈ میں گھمسان کا رَن جاری ہے۔ کل سری نگر کے قریب جنگ کے دوران حریت پسندوں نے بھارتی فوج کی ایک پوری بٹالین کا صفایا کر دیا تھا۔ اور اب بھی مختلف محاذوں پر بھارت کے سینکڑوں سپاہی مجاہدین کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر رہے ہیں۔ مجاہدین کی لگاتار کامیابیوں سے اندازہ یہی ہوتا ہے کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ بہت جلد ہونے والا ہے اور بھارتی سامراج عنقریب ہی اپنا بشتارہ اٹھا کر ذلت کے ساتھ رخصت ہونے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ اب وہ دن قطعی دور نہیں جب کہ مجاہدین کشمیر مقبوضہ کشمیر کو بھارتی درندوں کے چنگل سے آزاد کرا لیں گے اور اس جنت نظیر وادی میں آزاد کشمیر کا اسلامی پھریرا لہراتا ہوا نظر آئے گا۔

جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے مجاہدین کی ان نمایاں کامیابیوں سے بھارتی حکومت بوکھلا اٹھی ہے اور مقبوضہ کشمیر کی کٹھ پتلی حکومت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں۔ مقبوضہ علاقہ کی انتظامیہ بالکل مفلوج ہو گئی ہے۔ دہشت زدہ ہندو سری نگر سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہے ہیں اور مقبوضہ کشمیر کے کٹھ پتلی وزیر اعظم نے حواس باختہ ہو کر لال بہادر شاستری سے مقبوضہ علاقہ میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کر دینے کی درخواست کر دی ہے۔

بھارت نے اپنی سابقہ روایت کے مطابق

مجاہدین کی ان تمام سرگرمیوں کی ذمہ داری پاکستان کے سر تھوپنے کی کوشش کی ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اُس کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ خود اپنے پیدا کئے ہوئے مسائل کے لئے بھی پاکستان ہی کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے۔ حالانکہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے اب بھی مجاہدین کشمیر میں جنگ آزادی کی روح پھونکنے والا پاکستان نہیں بلکہ وہ ردِ عمل ہے جو بھارتی مظالم کے نتیجہ میں کشمیری عوام کے اندر پیدا ہوا اور جسے شیخ عبداللہ کی نظر بندی اور ناقابل تسخیر شخصیت و قیادت نے جلا بخشی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کو اپنے کشمیری بھائیوں سے پوری ہمدردی ہے اور اور ہماری پُرخلوص اور صدق دلانہ آرزو ہے کہ مجاہدین کو کامیابی و کامرانی نصیب ہو لیکن جہاں تک اس جنگ آزادی کے برپا کرنے کا تعلق ہے پاکستان اس معاملہ میں سرخرو ہے اور وہ ہندوستان کو مخاطب کر کے کہہ سکتا ہے کہ

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

بہر حال بھارت کے اس صریح جھوٹ سے مجاہدین کشمیر کے عزائم اور موجودہ جہادِ آزادی پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا کیونکہ کشمیری عوام اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ بھارت کے غاصب حکمرانوں کے خلاف مسلح جد و جہد شروع کرنے کے سوا کشمیر کے مسئلہ کا کوئی حل نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بھارت کے پاس اسلحہ اور فوج کی فراوانی ہے اور امریکی امداد کے نشہ نے اسے بدمست کر دیا ہے۔ لیکن یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ایسے معرکوں کا فیصلہ اسلحہ کے زور اور فوجوں کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ قوتِ ایمانی سے ہوتا ہے۔ اور مجاہدین کشمیر نیفا اور رن کچھ کے محاذوں پر بھارتی سورماؤں کی قوتِ ایمانی کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اس لئے ان کے حوصلے اور بھی بلند ہیں۔ مزید برآں وہ جان چکے ہیں کہ بھارتی سورما میدانِ جنگ سے بھاگتے وقت اسلحہ اور ساز و سامان کا کافی ذخیرہ چھوڑ کر بھاگتے ہیں اور اس طرح تعاقب کرنے والوں کا کمیٔ اسلحہ کا مسئلہ خود بخود حل کر دیتے ہیں۔ غرض وضاحت اس امر کی مقصود تھی کہ میدانِ جنگ میں ہتھیار نہیں بلکہ حوصلہ اور جرأت ایمانی کام آتی ہے۔ اگر طاقت کے بل بوتے پر آزادی کی جنگوں کا فیصلہ ہوتا تو افریقہ اور ایشیا میں سب ممالک

مجلس ذکر

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ راگست ۱۹۶۵ء

جہاد افضل العبادت ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ و کفی و سلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ: اما بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

بزرگانِ محترم! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم سب اس کا نام لینے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے وقت دیا ہے تو پھر ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد ذکر اللہ اور یادِ خداوندی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں چنانچہ جس قدر وقت مل سکے ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ کی یاد کرنی چاہئے اور مسلمان کی شان بھی یہی ہے کہ وہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے وقف کر دے۔ لیکن ہم نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ کام کے مسلمان نہیں رہے اسلام عمل کا نام ہے۔ نماز جسمانی عبادت ہے۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ حج مالی اور جسمانی عبادات کا مجموعہ ہے۔ غرضیکہ تمام عبادات عمل ہی عمل ہیں اور اللہ کی راہ میں جان و مال لگا دینے کی ٹریننگ یہی حال جہاد کا ہے۔ جہاد کے معنی صرف تلوار اٹھانا نہیں بلکہ اپنے آپ کو ہمہ تن احکام خداوندی میں لگا دینے اور جان تک کی بازی لگا دینے کا نام جہاد ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ مجاہدین سے محبت کرتا ہے۔ اور جہاد بہترین عمل ہے۔ قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔ (مجادلہ۔ ع ۳۔ پ ۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خاص طور پر پسند کرتا ہے جو اللہ کی راہ میں اس طرح لڑتے رہیں گویا وہ ایک عمارت ہے جس میں سیسہ پلایا گیا ہے (جس طرح سیسہ کی دیوار مستحکم ہوتی ہے اسی طرح مجاہدین جنگ کرنے میں دشمن کے مقابلہ سے ذرا نہیں ہٹتے)

حدیث میں آتا ہے۔ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ ای الاعمال افضل۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ الصلوٰۃ لوقتہا۔ مگر جس وقت صحابہ کو احب الاعمال الی اللہ کی تلاش ہوئی تو اس کے جواب میں سورۃ صف نازل کی گئی۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ (الآیہ) صرف قتال فی سبیل الحق والحرمت ہی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ ذروۃ الاسلام یعنی اسلام میں چوٹی کا عمل کون سا ہے۔ تو جواب یہی ملا کہ الجہاد فی سبیل اللہ۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کے نزدیک احب الاعمال جہاد ہے۔ اس سے ذرا قدم پیچھے نہ ہٹاؤ بلکہ فولادی دیوار بن کر کفار و دشمنان کا مقابلہ کرو، قدم ذرا ڈگمگانے نہ پائیں۔ جب اس طرح راہ خدا میں لڑو گے اللہ کی مدد تمہارا پورا ساتھ دے گی اور اعداء دین دل چھوڑ دیں گے۔ انشاء اللہ فتح و ظفر تمہاری ہوگی۔

یاد رکھئے اسلام آیا ہی غالب رہنے کے لئے ہے مغلوب رہنا اس کی فطرت میں ہی داخل نہیں۔ اسلام حاکم رہے گا محکوم نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا واضح ارشاد ہے:۔

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ (س توبہ۔ پ ۱۰۔ آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ اس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

لیکن افسوس ہم نے اسلام کو نظرانداز کر دیا۔ اور اس لئے صدی سے زیادہ عرصہ تک غلامی کی زندگی گذارنا پڑی۔ خدا خدا کر کے ہمیں اسلام کے نام پر آزادی کی نعمت نصیب ہوئی۔ لیکن ہم نے پھر بھی اسلام کو پوری طرح گلے سے نہ لگایا۔ اور نتیجۃً مختلف قسم کی مشکلات میں گرفتار رہے۔ اب کشمیری مسلمانوں نے اللہ کا نام لے کر ہندوستان کی غلامی کا جوا اتار پھینکنے کے لئے کمر ہمت باندھی اور تلوار اٹھائی ہے۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح سے مدد کریں اور ان کی کامیابی و کامرانی کے لئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز عمل کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ سب اسلام کی خاطر مصائب و آلام برداشت کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے گھربار، بیوی بچوں اور مال و دولت سب کو اسلام کے لئے چھوڑا۔ اور مصائب و مشکلات میں اپنی جان پر کھیل کر بھی دوسروں کے کام آتے رہے۔ ہمارے اسلاف کا ہمیشہ یہی حال رہا ہے۔ کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے درد سے مضطرب ہو جاتے رہے ہیں یہ کبھی نہیں ہوا کہ اگر ایک مسلمان تکلیف میں ہے تو دوسرا آرام سے گھر بیٹھا رہا ہو بلکہ وہ ایک دوسرے کی ہر طرح امداد کرتے تھے اور یوں ہی محسوس ہوتا تھا کہ تمام مسلمان واقعی ایک سیسہ پلائی دیوار ہیں — اور کیوں نہ ہو۔ اسلام نے تو تمام مسلمانوں کو جسم واحد قرار دیا ہے۔ جس طرح جسم کے کسی حصّہ میں کوئی درد ہو تو سارا جسم اس درد اور تکلیف کو محسوس کرتا ہے اسی طرح مسلمانوں میں سے کسی مسلمان کو تکلیف ہو چاہے وہ کسی ملک اور دنیا کے کسی کونے میں بیٹھا ہو۔ دوسرا مسلمان کبھی چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔ افسوس ہے کہ آج ہم میں ہمدردی اور بھلائی کا احساس ہی ختم ہو گیا ہے اور ہم نے اپنی تمام سابقہ روایات کو فراموش کر دیا ہے اور ماضی کے درخشندہ نقوش کو یکسر پامال کرتے چلے جاتے ہیں — ہمارا طرۂ امتیاز رہا ہے کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا بلکہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتا ہے۔ اللہ کی راہ جان دے دینا ہی تو مسلمان کی شان ہے اور یہی اسے محبوب و مطلوب ہے

۲۲ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۰ اگست ۱۹۶۵ء

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے

نقائص ڈھونڈھنا

اپنے ہی ایمان کے فقدان کی علامت ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وَکفیٰ وَسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:-

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔

ترجمہ:- البتہ تمہارے لئے اسوۂ رسول اللہؐ میں اچھا نمونہ ہے۔

بزرگانِ محترم

ہر مسلمان کا یہ بنیادی عقیدہ ہے اور امت مسلمہ اس حقیقت پر ایمان رکھتی ہے کہ قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کے لئے اصل معیارِ حق تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

مگر درخت چونکہ اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور استاد و مرشد کی قابلیت و اہلیت کا اندازہ اس کے شاگردوں اور مریدوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ اس لئے اللہ جل شانہٗ نے قرآن عزیز میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی معیار حق قرار دیا ہے اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو جہنم کا مستوجب ٹھہرایا ہے۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۵

ترجمہ:- اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کے ہاں ہدایت واضح ہو چکی ہے اور مومنین (یعنی صحابہ کرامؓ کے راستہ کے سوا کسی اور راستہ پر چلے گا تو ہم اسے اُسی راستہ کے سپرد کر دیں گے جس پر وہ جا رہا ہے اور (آگے چل کر) اُسے جہنم میں داخل کر دیں گے۔ اور وہ بہت بڑا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا (۱) کہ جو شخص حضور علیہ السلام کی مخالفت کرے گا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ دین میں اختیار کرے گا۔ وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی راہ پر چلنا بھی شرعًا ضروری ہے چنانچہ وہ بھی معیار حق ہیں۔ اگر صحابہؓ معیار حق نہ ہوتے تو ان کے راہ کے خلاف چلنے والے کو جہنم کا سزاوار نہ ٹھہرایا جاتا۔

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:- بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہو گا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ جنتی فرقہ کون سا ہو گا؟ آپ نے فرمایا وہ فرقہ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر ہے۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہی جنت کا راستہ ہے۔

جو شخص حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہؓ کے طریقے پر چلے گا۔ کامیاب و کامران ہو گا اور سیدھا جنت میں جائے گا اور جو شخص یا فرقہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقہ کے خلاف کوئی دوسری راہ نکالے گا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معیار حق نہیں تسلیم کرے گا۔ اس کا ٹھکانا ٹھیک جہنم ہو گا اور وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔

دوسری شہادت

عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سألتُ رَبِّی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحیٰ الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھا اقوی من بعضٍ وَلِکُلٍ نورٌ فمن اخذ بشیءٍ مما ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدیً قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایّھم اقتدیتم اھتدیتم (رواہ رزین)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے اپنی وفات کے بعد میں صحابہ کے درمیان اختلاف کی بابت دریافت کیا (یعنی یہ کہ ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گا۔ اس میں کیا مصلحت ہے۔ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو وحی کے ذریعہ آگاہ کیا کہ اے محمدؐ! تیرے اصحاب میرے نزدیک ایسے ہیں۔ جیسے آسمان پر ستارے۔ بعض ان میں سے زیادہ قوی ہیں (یعنی ان میں زیادہ روشنی ہے) بعض ایسے (کہ ان میں کم روشنی ہے) لیکن بہرحال سب روشن ہیں۔ پس جس شخص نے ان کے اختلافات میں سے کچھ لیا میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں۔ ان میں سے تم جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی راہ پر چلنے اور راہ ہدایت پر گامزن ہونے کے لئے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلنا ہر مسلمان کے لئے لازم اور واجب ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا ہر صحابی آسمان ہدایت کا روشن ستارہ اور مخلوق خدا کے لئے رہنما اور معیار حق ہے۔

تیسری شہادت

عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمس النار مسلماً رانی او رای من رانی (رواہ الترمذی)

ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس مسلمان کو آگ (یعنی دوزخ کی آگ) نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا ہو یا اس شخص کو دیکھا ہو جس نے مجھ کو دیکھا ہو۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وجود مقدسہ بھی اس قدر پاکیزہ مطہر اور مبارک تھے کہ ان کی زیارت بھی جنت میں داخلہ کی ضمانت تھی۔

شہادت قرآنی

ارشاد باری تعالےٰ ہے:۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔

ترجمہ:۔ اور سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد کرنے والوں (یعنی انصار) سے اور جن لوگوں نے ان مہاجرین و انصار کی اچھی طرح پیروی کی اُن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوئے اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

صحابہؓ کی پیروی بھی رضاءِ الٰہی کا سبب بنتی ہے!

آیت بالا میں صرف مہاجرین و انصار سے ہی اپنی رضامندی کا اعلان نہیں کیا گیا بلکہ ان کی پیروی کرنے والوں کو بھی رضائے الٰہی کے تمغہ سے نوازا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی پیروی بھی رضاء الٰہی کا سبب بنتی ہے اگر صحابہ کرامؓ معیار حق نہ ہوتے تو اللہ جلّ شانہٗ ان کی پیروی کرنے والوں کو اپنی رضا کے تمغہ سے کبھی نہ نوازتے چنانچہ یہ آیت صاف طور پر شہادت دیتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معیار حق تھے۔

دُوسری شہادت قرآنی

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا۔

ترجمہ: پس اگر وہ لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ) ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے۔

مقصد

یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایمان ساری امت مسلمہ کے ایمان کے لئے کسوٹی ہے۔ ہر مومن کا ایمان صحابہؓ کے ایمان کی کسوٹی پر کس کر پرکھا جا سکتا ہے اگر وہ صحابہؓ کے معیار پر پورا اترے تو عنداللہ مقبول ہیں ورنہ نہیں۔

تیسری شہادت قرآنی

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ ...... السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

(پ ۲۶ سورہ فتح)

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ تعالےٰ ان ایمان والوں سے راضی ہو گیا جو درخت کے نیچے (اے نبی کریم) آپ سے بیعت کر رہے تھے پھر اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں کا حال بھی جان لیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں میں صبر و سکون اطمینان قلبی کی صورت میں نازل کر دیا اور ان کو بہت جلد فتح عطا فرمائی اور بہت سامال غنیمت بھی عطا فرمائے گا جسے وہ لیں گے اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پھر تمہیں اُس نے یہ جلدی دے دی اور اس نے تم سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے تاکہ ایمان والوں کے لئے یہ ایک نشان ہو اور تاکہ تمہیں سیدھے راستے پر چلائے۔

محترم حضرات!

یہ آیات قرآنی بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار کی شان اور ان کے کامل ایمان کے بیان میں ہیں۔ جب علام الغیوب خالق و مالک کل نے ان حضرات کے ایمان کامل پر اپنی رضامندی کی سندیں عطا فرما دیں تو پھر ان کے متعلق بدگمانی کرنا یا انہیں معیار حق نہ قرار دینا اپنے ایمان سے عاری ہونے کی دلیل ہے۔

اصحاب رسولؐ کی تنقیص کرنے والا زندیق ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو، جو میرے اصحاب کو بُرا کہتے ہیں تو تم کہو خدا کی لعنت ہو تمہارے اس برے فعل پر (ترمذی)

ابو زرعہ رازیؒ فرماتے ہیں

جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تنقیص کرتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس لیے کہ رسولؐ حق ہے اور قرآن حق ہے اور جو چونکہ ان کو ہم سب تک پہنچانے والے صحابہؓ کرام ہیں تو یہ لوگ ہمارے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں تاکہ کتاب اور سنت کو باطل کر دیں۔ اس لئے انہی کو مجروح کرنا اولیٰ ہے یہی لوگ زندیق ہیں۔

اسی نظریہ کے پیش نظر اہل حق نے ہمیشہ پوری تحقیق کے ساتھ صحابہ کرام پر عائد کردہ الزامات کے مسکت جواب دیئے، حق و باطل میں فرق کیا۔ کھرے اور کھوٹے کو پرکھ کر ہر چیز کو اپنی جگہ پر رکھا اور ان کے دامن تقدس پر ادنیٰ درجہ کا دھبہ بھی نہیں آنے دیا۔ جیسا واقعہ تھا اسی کو

عمر بڑھ نہیں رہی بلکہ گھٹ رہی ہے

اس لئے

عمر کے ہر لمحہ کی قدر کرنی چاہیئے

قسط (۳)

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ: عثمان غنی

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ہماری عمر جو گذر رہی ہے اور وقت جو گزر رہا ہے ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم دنیا میں آئے کس لئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ یہ جہان ہم نے انسانوں کے لئے پیدا کیا اور انسانوں کو محض اپنی طاعت اور عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ

جو کچھ آسمان اور زمین کے اندر ہے انسان کے لئے ہے۔ انسان کس لئے ہے؟ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ط

جنات فرشتے انسان صرف اپنی عبادت کے لئے ہم نے پیدا کئے۔ لیکن ہم نے کبھی اس مقصدِ حیات کو پیشِ نظر رکھا ہے؟ ہمارا مقصود دنیا مطلوب، دنیا محبوب، دنیا مقصود بن کے رہ گئی ہے وہ تاجر ہو کر دولت کے انبار لگانے کی، راتوں رات لکھ پتی بن جانے کی وہ سودی کاروبار ہو چاہے حرام کا ہو کیسی بھی ناجائز کمائی کر کے اسے روپیہ ملنا چاہیئے، بنک بیلنس اس کا بننا چاہیئے باقی یہ ہے کہ وہ حرام سے آتا ہے، حلال سے آتا ہے جائز راستوں سے آتا ہے یا ناجائز راستوں سے آتا ہے زکواۃ دینے کی توفیق ہوتی ہے یا نہیں ہوتی اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے اسی طرح یہ ہے کہ وہ ملازم پیشہ جو لوگ ہیں ان کا بھی یہی حشر ہے کہ وہ سود سے آئے رشوت سے آئے جائز آئے ناجائز آئے بالائی آمدنی ہو۔ حقیقی اور صحیح آمدنی ہو یا یہ ہے کہ اپنے فرائض جو ہیں ان کو ادا کر کے ایمان داری سے کمایا ہو یا فرائض سے کوتاہی اور نظر انداز کر کے یونہی وہ اینٹھ لی ہو اس کی کیا پرواہ۔ اسی طرح جو محنت مزدوری کرنے والے ہیں ان کا حشر بھی اس سے کم نہیں۔ کام کر کے دینے کا نام نہیں کسی مزدور کو کسی معمار کو کسی راج کو لگا دیجئے اور پھر نگرانی نہ کیجئے۔ دیکھئے پھر کیا ہوتا ہے؟ وہ جو نگرانی کرتے ہیں۔ ٹھیکے پر دے کر دیکھ لیجئے وہی مکان آپ کا ایک مہینے میں تیار ہے اگر ان کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتے تو چھ مہینے میں بھی تیار نہ ہوتا یہی حشر ہے۔ کس کس بات کا رونا روؤں مسلمانوں کا اب تو حلال و حرام کی تمیز ہی نہیں رہی حلال کھائیں حرام کھائیں سب ان کے لئے یکساں اور برابر ہے۔ ہماری بہو بیٹیوں کو پرواہ ہی نہیں وہ کہتی ہیں کہ ہمارے لئے اعلیٰ قسم کے کپڑے لباس اور زیور ہونے چاہئیں وہ حلال کے آئیں حرام کے آئیں اس بات سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے۔ آسمان سے لاؤ، زمین سے لاؤ چوری کر کے لاؤ۔ یہی تو وجہ ہے کہ ملک کے اندر بے حیائی اور ملک کے اندر فحاشی اور ملک کے اندر عیاشی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ حرام خوری اور بے ایمانی کس تیزی سے ترقی کر رہی ہے مگر کسی کو ہے خیال کسی کو ہے فکر اس بات کی؟ اور جو اس بات کی طرف توجہ دلائے وہی ان کے نزدیک بُرا ہے اور وہی ان کا دشمن جو دوست ہے وہ دشمن جو دشمن ہے وہ دوست ع

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ کار کرے

میں صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آخر اپنے نصب العین کو ہم نے کبھی سوچا ہے؟ ہم اس لئے دنیا میں آئے ہیں کہ اپنے لئے توشۂ آخرت یہاں سے جمع کر کے جائیں اور یہ دنیا جو ہے یہ مزرعۃ الآخرۃ قرار دے دی گئی ہے یہاں ہم جو نیکیاں یا بدیاں کریں گے ان کی جزا یا سزا لازماً بھگتنی پڑے گی۔ کبھی اس کا بھی سوچا ہے؟ یا کافروں کی طرح ہمیں پرواہ ہی نہیں آخر وہ اگر اعتقاد نہیں رکھتے آخرت کا تو ہمیں تو جزا اور سزا کا حشر نشر کا آخرت کا ایمان و یقین ہے اور اگر ایمان نہیں تو مسلمان نہیں لیکن وجہ یہ ہے کہ اصل میں نہ ہمارے نصاب میں نہ ہمیں بچپن میں یہ چیز پڑھائی گئی جو پڑھایا گیا تھا اس کی فکر ہے کہ روٹی کماؤ کپڑا اور سر چھپانے کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ بلڈنگیں بناؤ اور موٹروں اور کوٹھیوں کے لئے رات دن خون پسینہ ایک کر کے حلال و حرام کی پرواہ کئے بغیر روپیہ ہتھیاؤ یہ نہیں کبھی کسی نے سوچا یہ نہیں کبھی فکر دلائی کسی نے ان کو کہ ہمیں قبر کو بھی جہنم کا گڑھا بننے سے بچانا ہے آخرت میں بھی جہنم میں خدا کے عذاب میں جلنے سے عذاب میں مبتلا ہونے سے اپنے آپ کو اپنے بیوی بچوں کو سب کو بچانا ہے کیونکہ یہی ہمارا فرض ہے۔

قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ط

خود جہنم سے بچو اپنے اہل و عیال کو بچاؤ۔

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ

سب سے پہلے اپنے اعزاء، اقرباء، قرب وجوار میں اپنے دوستوں یاروں کو سچا اور کھرا اسلام پیش کر کے ان کو باطل نظام سے بچاؤ اور طاغوتی نظام سے اور شیطان کے پھندوں سے ان کی جان بچاؤ تاکہ ان کی آخرت بھی سنور سکے اور انہیں بھی حَسَنَۃً فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً فِی الْاٰخِرَۃ

اسلام کا نصب العین صرف آخرت ہی نہیں بلکہ دنیا بھی بہتر ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ آخرت بہتر ہو اگر دنیا بہتر ہے تو پھر وہ مسلمان صحیح معنوں میں نہیں ایک اس کی آخرت کی زندگی تباہ اور صرف آخرت کی طرف فکر ہے تو دنیا ان کی تباہ مسلمان وہ ہے جو حَسَنَۃً فِی الدُّنْیَا اور حَسَنَۃً فِی الْاٰخِرَۃِ اور وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ کے لئے دعائیں کرتا ہے کہ جہنم کے عذاب سے بھی بچے آخرت بھی بہتر ہو دنیا بھی بہتر ہو مگر یہ تعلیم ہو تب تو وہ دعا کرے یہ تعلیم ہو تب ہی تو وہ اس کو نصب العین بنائے یہ تو فکر ہی نہیں یہ تو غور ہی نہیں جہاں تھوڑا بہت قرآن سنایا جاتا ہے مسلمان قریب جانے کے لئے تیار نہیں ع

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے

مسجدوں میں جایئے کوئی مسلمان نہیں وہ چند بوڑھے کھوسٹ جن کی ابتدائی تعلیم میں کہیں ان کے دماغ میں یہ بات ڈال دی گئی وہ تو مسجدوں میں کھانستے ہوئے آپ کو مل جائیں گے لیکن یہ نیا طبقہ نیا نوجوان یہ سینماؤں کے اندر آپ کو وہ کھڑکی توڑ ہفتے اور یہ ہے کہ اتنا ہفتہ چل رہا ہے

اور وہاں ٹکٹ نہیں ملتا ڈنڈے پڑ رہے ہیں۔ پولیس کے وہ کیو (Q) بنے ہوئے ہیں۔ لائنیں بنی ہوئی ہیں۔ گرمی میں سردی میں چھ چھ گھنٹے ٹکٹ لینے کے لئے اور وہاں یہ ہے کہ ٹکٹ ختم ہو گئے اور وہ یونہی کھڑے کھڑے دو چار گھنٹے اپنا سا منہ لے کر دوسرے سینما پر دوسرے سے تیسرے میں چکر کاٹتے پھر رہے ہیں کسی کو فکر نہیں کہ یہاں پیسہ اور وقت ضائع کر رہے ہیں یہ ہماری آخرت میں کام آنے کی بجائے ہلاکت کا سامان ہم کر رہے ہیں اور جہاں ہدایت کا سامان ہے جہاں رحمت کا سامان ہے مغفرت کا سامان ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ رمضان کے زمانے میں بھی یہی حشر ہے مسلمانوں کا روزے کی فکر نہیں نماز کی فکر نہیں، پردے پڑ جائیں گے کہ اور کھانے کے لئے ہوٹلوں میں اتنی آمدنی رمضان کے علاوہ نہیں جتنی رمضان کے زمانے میں ہے اور بعض دفعہ بعض بھائی روزہ رکھ کر روزہ بہلانے کے لئے سینما چلے جائیں گے کہ وقت کٹ جائے اچھا کٹ جائے تفریح میں وقت کٹ جائے۔ یہ نبر سے مسلمان ہیں۔

یہی میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ کافروں کو چھوڑ کر ان مسلمانوں کو نئے سرے سے مسلمان کرنے کی، ان کو اسلام کی رغبت دلانے کی شوق دلانے کی کس قدر ضرورت پیش آ گئی ان کا کلمہ درست کرانے کی انہیں نماز سکھانے کی آج ضرورت پیش آ گئی۔ کافروں کو تو چھوڑیئے دوسرے نمبر کی بات ہے حالانکہ فرض ہمارا یہی تھا کہ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط

کہ تم اللہ کے دین کو تمام دنیا میں غالب کرو اور ساری دنیا میں پھیلاؤ اسلام کے پیغام کو برائی کا ساری دنیا سے خاتمہ اور دین حق کو ساری دنیا میں رائج کرنا یہ تمہارا فریضہ تھا لیکن ہم ملی پیمانے پر یہ اپنا فریضہ تبلیغ ترک کئے ہوئے ہیں قومی اور حکومتی پیمانے پر کبھی ہم نے نہیں سوچا گروہی پیمانے پر کبھی غور نہیں کیا۔ باقی لڑائیوں جھگڑوں کے لئے ہر وقت تیار ہیں مگر وہ اصل فریضہ جو ہمارا ملی فریضہ تھا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ

ساری امت کو خَيْرَ اُمَّةٍ سے خطاب کیا گیا کہ تم ساری دنیا میں اللہ کے دین کو رائج کرو گے اس کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کرو گے اور برائی کا ساری دنیا سے خاتمہ قلع قمع کر کے اور دنیا میں اللہ کے دین کو غالب کرو گے۔ کبھی یہ فکر ہمیں بھی ہوئی ہے؟ لہٰذا اسی فکر میں رات دن بچارے غلطاں و پیچاں کبھی یہاں جا کبھی وہاں جا، کبھی وہاں اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ کبھی اس کو جا کے دین حق کا پیغام پہنچا رہے ہیں کبھی مجمعوں میں کبھی جلسوں میں کبھی میلوں ٹھیلوں میں اور کبھی کسی شہر۔ مگر ہمارا اپنا جو حشر ہے وہ آپ دیکھ لیجئے کیا ہے۔ اپنے گھر میں اپنے سامنے اپنے عزیزوں اپنے دوستوں اپنے بچوں میں کوئی نماز نہیں پڑھتا تو ہمیں اس کی کوئی فکر نہیں۔ بیمار ہوں گے تو ڈاکٹر کو فوراً لے کر پہنچ جائیں گے یا ڈاکٹر کے پاس اسے لے جائیں گے یا ہسپتال میں اسے داخل کرائیں گے۔ پیٹ میں درد ہو جائے تو فکر ہو جائے گی اور جہنم کی کوئی پرواہ نہیں۔ بیوی کو اگر ذرا سر درد ہو گیا تو اسپرو لاؤ، ساری ڈان لاؤ کسی ڈاکٹر لے جاؤ لیکن اگر وہ پورے کام ایسے سرانجام دیتی جس کا نتیجہ سوائے قبر جہنم کا گڑھا بننے کے اور دوسری کوئی کیفیت ہی نہیں اس کی فکر ہی نہیں اس لئے عرض یہ ہے کہ خود سوچیے اپنی آخرت کو اور اپنی اولاد کی آخرت کو سنوارنے کے لئے آپ نے کیا کیا؟ ذرا گریبانوں میں منہ ڈالئے اور دیکھئے۔ جتنا لمبا سفر ہو گا اس کے لئے اتنا ہی اہتمام اور تیاری، اتنا ہی پہلے کرنی پڑتی ہے یہ سفر ابدالآباد کے لئے ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے آخر یہاں تو ہم آئے ہیں وقتی طور پر چند سالوں کے لئے اور جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اس زندگی کی بنیاد یہ ہے۔

الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ

یہ آخرت کی کھیتی بنی ہے لیکن اس آخرت کی کھیتی کی کسی کو فکر ہے کہ ہم جو بیج بو رہے ہیں اس کے نتائج کیا نکلیں گے؟ وہ مشہور ہے کہ

نویسندہ داند کہ درنامہ چیست

لکھنے والے کو پتہ ہے کہ خط میں لکھا ہے۔ جب میٹرک کا لڑکا یا بی اے کا سٹوڈنٹ پرچہ لکھ کر آتا ہے تو اس کو پتہ ہوتا ہے کہ میں کتنے نمبروں کا پرچہ کر کے آیا ہوں اور اتنے نمبر ممتحن مجھے دے گا۔ لیکن افسوس ہے بدقسمتی ہے کہ دن رات ہمیں پتہ ہے کہ ہمارے کرتوت کیا ہیں، اعمال کیا ہیں اور ایک دن قرآن کی رو سے ہمیں اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ط

دائیں بائیں ہاتھ میں حساب کتاب پکڑا دیا جائیگا اور ان کو فرمایا جائے گا کہ خود حساب کو دیکھو اور فیصلہ کر لو کہ تم جنت کے مستحق ہو یا جہنم کے آج بھی گریبان میں منہ ڈال کے دیکھ سکتے ہیں ہم کہ ہمارا نامۂ اعمال کیسا ہے گندہ ہے۔ یا صحیح ہے۔ ہم جنت کے ٹھیکیدار مستحق یا جہنم کے خریدار اور مستحق بن رہے ہیں؟ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا تھیں۔ ہمارے فرائض کیا تھے ہمارے اوپر اللہ اور رسولؐ نے کیا ذمے داریاں عائد کی تھیں؟ آج یکسر ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اتنے کروڑوں کی تعداد میں مسلمان لیکن مکھیوں اور مچھر کی طرح جو چاہے ان کا قتل عام شروع کر دے کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ ہندوستان میں مسلمان مٹھی بھر تھے حکمران بن کے جی رہے تھے اور آج ہندو جب چاہیں قتل عام شروع کر دیں۔ مکھی مچھر مارنا ان کے لئے مشکل، ان کو قتل نہ کر پائیں اور مسلمانوں کے لئے منصوبے بن رہے ہیں کہ اتنے سارے مسلمانوں کو یا ہندو بنا ڈالیں گے اور شدھی کر دیں گے ان کو اور مرتد بنا دیں گے یا مشرقی پاکستان میں دھکیل کے ان سے نجات حاصل کر لیں گے۔ مکھیوں مچھروں سے نجات پانے کے لئے منصوبے بن جائیں تو ان میں کامیابی نہیں اور اس کے اندر وہ اپنے آپ کو پورے طور پر کامیاب گردانتے ہیں یہ مسلمان ہیں حالانکہ ایک مسلمان دس کافروں پر بھاری، سو مسلمان ہزار کے لئے ضرب کاری یقیناً صحابہ کرام کا کردار اور ان کا دور دیکھئے، پڑھئے، سیرت قرآن پڑھئے پتہ چلے کہ بدر کے اندر ۳۱۳ مسلمان کافر ہزار لیکن اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی نشان زدہ گھوڑے بھجوا کر کے مدد فرمائی ستر واصل جہنم اور ستر کو گرفتار کر کے لائے۔ مگر آج مسلمان مسلمان ہوتا تو اللہ تعالیٰ مدد کرتے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی طاقت ختم ہو گئی ہے؟ یا وعدے وہ ختم ہو گئے۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ

مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ کبھی سوچا ہم نے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی کس طرح سے مسلمان کہلانے کے اپنے آپ کو ہم حقدار ہیں؟ نمازیں دیکھئے تو کتنے مسلمان مسجدوں کے اندر آتے ہیں۔ کتنے نمازیں پڑھتے ہیں زکواۃ کا نظام دیکھئے اکا دکا کوئی اللہ کا بندہ اپنے طور پر دیتا ہو گا باقی یہ ہے کہ حکومت کو سب سے پہلے یہ چاہیئے تھا کہ اسلامی ٹیکس سے اسلامی نظام قائم کرتا، اسلامی ٹیکس جو زکواۃ خمس، عشر تھے وہ لگائے جاتے اس کے بعد ضرورت ہوئی تو ہنگامی ٹیکس لگائے جاتے لیکن انگریز کا جو بتلایا ہوا ٹیکس ہے ان میں ہی رات دن اضافہ کرنا بڑا کمال سمجھا جاتا ہے اور پھر کہتے ہیں زکواۃ بھی ہمیں دے دو، اوقاف بھی ہمیں دے دو اور پھر دین کے لئے پائی نہیں پیسہ نہیں۔ دین کے کام کرنے کے لئے دینی تعلیم کا نظام قائم کرنے کے لئے پائی دینے کو تیار نہیں الٹا جن بچاروں نے وقف کیا اپنا وہ بھی مسجدیں اور مدرسے اپنے قبضے میں لے کر ایم اے، بی اے

باقی ۱۴ پر

چندروزہ زندگی کو کھیل تماشوں میں برباد نہ کرو

محمد شفیع عمرالدین حیدرآباد

اے غافل انسان! تو کھیل تماشوں میں کیوں اپنی زندگی کھپا رہا ہے؟ تو آخرت کی فکر کیوں نہیں کرتا؟ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تجھے خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لئے کافی نہیں:۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۙ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ز وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (الانبیاء آیت ۱-۴)

ترجمہ:۔ لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور وہ غفلت میں پڑ کر منہ پھیرنے والے ہیں۔ ان کے رب کی طرف سے سمجھانے کے لئے کوئی ایسی نئی بات ان کے پاس نہیں آتی کہ جسے سن کر ہنسی میں نہ ٹال دیتے ہوں ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں اور ظالم پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح ایک انسان ہی تو ہے۔ پھر کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی باتیں سننے جاتے ہو۔ رسول نے کہا کہ میرا رب آسمان اور زمین کی سب باتیں جانتا ہے۔ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

(اقترب .... معرضون) یعنی حساب و کتاب اور مجازات کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ لیکن یہ لوگ (مشرکین وغیرہ) سخت غفلت و جہالت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کوئی تیاری قیامت کی جوابدہی کے لئے نہیں کرتے۔ اور جب آیات اللہ سنا کر خواب غفلت سے چونکائے جاتے ہیں تو نصیحت سن کر نہایت لاپرواہی کے ساتھ ٹلا دیتے ہیں۔ گویا کبھی ان کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونا اور حساب دینا ہی نہیں۔

(ما یاتیھم ..... قلوبھم) یعنی قرآن کی بڑی بیش قیمت نصیحتوں کو محض ایک کھیل تماشہ کی حیثیت سے سنتے ہیں، جن میں اگر اخلاص کے ساتھ غور کرتے تو سب دین و دنیا درست ہو جاتی۔ لیکن جب دل ہی ادھر سے غافل ہیں اور کھیل تماشہ میں پڑے ہوئے ہیں تو غور کرنے کی نوبت کہاں سے آئے۔

(واسروا النجوی ..... تبصرون) جب نصیحت سنتے سنتے تنگ آگئے تو چند بے انصافوں نے خفیہ میٹنگ کر کے قرآن کریم۔ اور پیغمبرؐ کے متعلق کہنا شروع کیا کہ یہ پیغمبرؐ تو ہمارے جیسے ایک آدمی ہیں۔ نہ فرشتہ ہیں، نہ ہم سے زیادہ کوئی ظاہری امتیاز رکھتے ہیں۔ البتہ ان کو جادو آتا ہے جو کلام پڑھ کر سناتے ہیں۔ وہ ہو نہ ہو جادو کا کلام ہے۔ پھر تم کو کیا مصیبت نے گھرا کر آنکھوں دیکھتے ان کے جادو میں پھنستے ہو۔ لازم ہے کہ ان کے قریب نہ جاؤ۔ قرآن کو جادو شاید اس کی قوت تاثیر اور حیرت انگیز تصرف کو دیکھ کر کہا۔ اور خفیہ میٹنگ اس لئے کی کہ آئندہ حق کے خلاف جو تدابیر کرنے والے تھے۔ یہ اس کی تمہید تھی۔ اور ظاہر ہے کہ ہشیار دشمن اپنی معاندانہ کارروائیوں کو قبل از وقت طشت از بام کرنا پسند نہیں کرتا۔ اندر ہی اندر آپس میں پروپیگنڈا کیا کرتا ہے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ تم کتنے ہی چھپا کر مشورے کرو، اللہ کو سب خبر ہے۔ وہ تو آسمان اور زمین کی ہر بات کو جانتا ہے۔ پھر تمہارے راز اور سازشیں اس سے کہاں پوشیدہ رہ سکتی ہیں۔"

دین کو کھیل تماشہ کی حیثیت دینے والوں سے کنارہ کش رہو

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

(الانعام آیت ۷۰)

ترجمہ:۔ اور انہیں چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے۔ اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکا دیا ہے۔ اور انہیں قرآن سے نصیحت کرتا کہ کوئی اپنے کئے میں گرفتار نہ ہو جائے کہ اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ اور اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا۔ تب بھی اس سے نہ لیا جائیگا۔

یہی لوگ ہیں جو اپنے کئے میں گرفتار ہوئے ان کے پینے کے لئے گرم پانی ہوگا - اور ان کے کفر کے بدلہ میں دردناک عذاب ہوگا (ف) " ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ - جنہوں نے اپنے (اس) دین کو (جس کا ماننا ان کے ذمہ فرض تھا - یعنی اسلام کو) لہو و لعب بنا رکھا ہے (کہ اس کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں) اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے (کہ اس کی لذات میں مشغول ہیں - اور آخرت کے منکر ہیں - اس لئے اس تمسخر کا انجام نظر نہیں آتا) اور (کنارہ کشی اور ترکِ تعلقات کے ساتھ ایسے لوگوں کو) اس قرآن کے ذریعہ سے (جس سے یہ تمسخر کر رہے ہیں) نصیحت بھی کرتا رہ تاکہ کوئی شخص اپنے کردار (بد) کے سبب (عذاب میں) اس طرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی ہو اور یہ کیفیت ہو کہ اگر (بالفرض) دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے (کہ اس کو خرچ کرکے بچ جاوے) تب بھی اس کو نہ لیا جاوے (تو نصیحت سے یہ فائدہ ہے کہ اعمالِ بد کے انجام پر متنبہ ہو جاتا ہے آگے ماننا نہ ماننا دوسرا جانے چنانچہ) یہ (تمسخر کرنے والے) ایسے ہی ہیں کہ (نصیحت نہ مانی اور) اپنے کردار (بد) کے سبب عذاب میں) پھنس گئے (جس کا آخرت میں اس طرح ظہور ہوگا کہ) ان کے لئے نہایت تیز (کھولتا ہوا) پانی پینے کے لئے ہوگا اور (اس کے علاوہ اور طرح بھی) دردناک سزا ہوگی - اپنے کفر کے سبب (کہ کردارِ بد یہی) ہے - جس کا ایک شعبہ تمسخر تھا) (بیان القرآن)

دردناک عذاب سے بچاؤ

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ط وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَ لَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ٥ (محمد آیت ۳۶)

ترجمہ :- بلاشبہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشا ہے - اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری اختیار کرو - تو تمہیں اجر دے گا - اور تم سے تمہارے مال نہیں مانگے گا -

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

" دنیا کی زندگی کو مقصود نہ بنائیں اس کا ماحصل تو کھیل تماشہ ہے - ایمان اور تقویٰ کی زیادتی میں کوشش کرو - اللہ تعالیٰ تم سے خزانے نہیں چاہتا "

حاصل

یہ نکلا کہ آخرت کی زندگی کے لئے ایمان اور تقویٰ درکار ہیں -

ایمان اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی شریعت کے احکام کے مطابق گزاری جائے - اور اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنایا جائے -

اصل زندگی

یہ زندگی فانی ہے - اسے بقار نہیں - اس کی سب چیزیں بھی بےبقا اور فانی ہیں - اور اصل اور پائیدار زندگی آخرت کی زندگی ہے - کاش ہم سمجھ سے کام لیں!

حضرت مولانا روم رح نے کیا خوب مثال بیان فرمائی ہے ؎

کودکاں سازند در بازی دکاں
سود نبود جز کہ تعطیل زماں
شب شود، درخانہ آید گرسنہ
کودکاں رفتہ، بماندہ یک تنہ

یعنی بے سمجھ بچے گھروندے بنا کر کھیلتے ہیں - اس کھیل میں انہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا - مگر وقت برباد ہوتا ہے - جب رات آتی ہے تو وہ بھوکے پیاسے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں - لڑکے دوسروں کو چھوڑ کر ایک ایک کرکے اپنے گھروں کی راہ لیتے ہیں -

بچوں کی مثال کے ذریعے سے آپ لہو و لعب میں چند روزہ، زندگی برباد کرنے والوں کی ہدایت کے لئے فرماتے ہیں ؎

ایں جہاں بازی گرست مرگ شب
باز گردی کیسہ خالی پر تعب
سوئے خانہ گور تنہا ماندہ
افغاں وا حسرتا بر خواندہ

یعنی یہ دنیا بھی بچوں کی طرح کھیل تماشے کی جگہ ہے - جیسے رات آئے بچے دوسروں کو چھوڑ کر بھوکے پیاسے گھروں کو لوٹتے ہیں - ویسے ہی پیغامِ اجل آنے پر انسان سب کچھ یہاں چھوڑ کر عالمِ آخرت کی طرف لوٹ جاتے ہیں جس نے یہ چار روزہ زندگی کھیل تماشوں میں برباد کردی - وہ مرنے کے بعد جب قبر خالی ہاتھ جاتا ہے تو بڑا پچھتاتا ہے کیونکہ وہاں تو صرف نیک اعمال کی ضرورت ہے -

مگر اس وقت کے پچھتانے سے کچھ فائدہ نہیں ؎

اب پچھتاوے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

(۱) وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ط وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ٥ (العنکبوت - آیت ۶۴)

ترجمہ :- اور یہ دنیا کی زندگی صرف کھیل اور تماشا ہے - اور اصل زندگی عالمِ آخرت کی ہے - کاش وہ سمجھتے -

(۲) اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌ م بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ط وَ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ لا وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ٥ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لا اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٥ (الحدید - آیت ۲۰-۲۱)

ترجمہ :- جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے اور زیبائش اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور

اولاد میں زیادتی چاہتا ہے جیسے بارش کی حالت کہ اس کی سبزی نے کسانوں کو خوش کر دیا پھر وہ خشک ہو جاتی ہے ۔ تو تو اسے زرد شدہ دیکھتا ہے ۔ پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے ۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے ۔ اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگانی سوائے دھوکے کے اسباب کے اور کیا ہے ۔ اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو اور جنت کی طرف ، جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے ۔ ان کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ۔ یہ اللہ کا فضل ہے ۔ وہ جسے چاہے دیتا ہے ۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۔

یعنی انسان اس چند روزہ زندگی کو صحیح طور پر صرف نہیں کرتا ۔ بلکہ (۱) کھیل تماشوں میں لگ جاتا ہے (۲) ظاہری زینت اور زیبائش کا دلدادہ بن جاتا ہے ۔ (۳) دنیاوی اسباب علم و ہنر اس لئے حاصل کرتا ہے کہ دوسروں پر فخر کر سکے ۔ ان پر اپنی برتری جتلا سکے ۔ (۴) مال و دولت کی کثرت پر گھمنڈ اور فخر کرتا ہے ۔ (۵) اور اولاد کی کثرت پر نازاں ہے ۔

مگر یہ سب کچھ عارضی ہے اور آخر فنا ہے ۔ اس زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے کہ بارش پڑتی ہے ۔ خشک زمین سرسبز ہو جاتی ہے کسان اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے ۔ آخر کھیتی خشک اور زرد ہو جاتی ہے اور انسانوں اور جانوروں کی خوراک بنتی ہے ۔

اسی طرح انسان جوان ہوتا ہے پھر بڑھاپا اور کمزوری آ جاتی ہے اور آخر مر جاتا ہے ۔ اور اس زندگی کا ماحصل دو چیزیں ہیں (۱) نافرمانوں اور منکروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی نارضامندی اور دوزخ کا ٹھکانا (۲) اور فرمانبرداروں اور نیکوں کے لئے اس کی رضامندی مغفرت اور بہشت لہٰذا بندوں کو چاہیے کہ مغفرت اور جنت میں لے جانے والے اعمال صالح بجا لانے میں مسلسل تا دمِ مرگ کوشاں رہیں ۔

اطاعت کو اپنا شعار بنائیں ۔ منکرات سے بچیں ۔

یہ سچ ہے کہ مغفرت اور جنت اللہ تعالٰے کے فضل ہی سے مل سکتی ہے ۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل ان لوگوں پر کرے گا جو اس پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالح بجا لاتے ہیں ۔ اس لئے اپنی غلط روش کی وجہ سے کفار اللہ تعالٰے کے فضل سے محروم ہیں ۔

آخرت کے گھر کے امیدوار

پرہیزگار باش کہ دوّار آسمان
فردوس جائے مردم پرہیزگار کرد
(سعدی)

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۖ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(الانعام - آیت ۳۲)

ترجمہ :- اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے ۔ البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے ۔ کیا تم نہیں سمجھتے ؟

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشے کی طرح گزر جائے گی ۔ دوسری زندگی آخرت فقط خدا پرستوں کے لئے نافع ہو گی ۔

پرہیزگار کون ہیں ؟

پرہیزگار وہ ہیں جو قرآن کریم کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں ۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

(البقرہ - آیت ۲۰)

ترجمہ :- یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے ۔

پرہیزگار ان سب پوشیدہ چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں ۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ (مثلاً جنت ۔ دوزخ ۔ فرشتے وغیرہ)

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۔

(البقرہ - آیت ۳)

ترجمہ :- جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں ۔

پرہیزگار سب ارکان بجا لا کر سب آداب کے ساتھ پنجگانہ نماز مسجد میں حاضر ہو کر با جماعت پڑھتے ہیں ۔"

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

(البقرہ - آیت ۳)

ترجمہ :- اور نماز قائم کرتے ہیں ۔

پرہیزگار زکوٰۃ دیتے ہیں ۔ اور دوسرے نیکی کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں ۔ خویش و اقارب اور مستحقین کو دیتے ہیں ۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

(البقرہ - آیت ۳)

ترجمہ :- اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے ۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔

پرہیزگار قرآن مجید پر اور اس سے پہلے جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائی ہیں ، ان پر ایمان لاتے ہیں ۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج

(البقرہ - آیت ۴)

ترجمہ :- اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا ۔"

پرہیزگار آخرت پر یقین رکھتے ہیں (اس لئے وہ آخرت میں کام آنے والے اعمال سے غافل نہیں)

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○

(البقرہ - آیت ۴)

ترجمہ :- اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں ۔

زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
یہ اقامت تجھے پیغام سفر دیتی ہے

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہٗ کا

واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ : ۲۵ راپریل ۱۹۶۵ء (قسطؔ ۲) مرتبہ :- محمد سلیمان قادری

اسی طرح اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ قرن میں تھے۔ آپؐ کو دیکھا تک نہیں۔ لیکن اتنا عشق تھا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، ابو داؤد کی حدیث ہے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا۔ قرن میں ایک شخص اویس نامی ہوگا جب وہ تم سے ملے تو اس سے کہنا کہ وہ تمہاری مغفرت کے لئے دعا فرمائیں ملاقات تو نہ ہوئی۔ لیکن با محمدؐ تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن منافق آپؐ کے پاس اُٹھتے بیٹھتے، نماز پڑھتے تھے۔ لیکن دل میں آپؐ کے خلاف بُغض تھا با محمدؐ نہ تھے بلکہ پاس بیٹھے ہوتے بھی بے محمد تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے یہاں فرمایا۔ کہ منافق اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ کو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

یہ دو تین مثالیں میں نے سمجھنے کے لئے عرض کی ہیں۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے دل ہی خراب ہو چکے ہیں۔ دل اندھے ہیں۔ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ ان کے دلوں میں ایک خاص بیماری ہے۔ مَرَضٌ۔ تنوین، تنوع کے لئے۔ آپؐ کو دل سے اچھا نہیں جانتے۔ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا پس بڑھا دی ان کی اللہ تعالےٰ نے بیماری۔ قرآن کا نزول ان کے لئے نقصان کا باعث ہے۔ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ قرآن کا نزول مومنوں کے لئے باعثِ رحمت ہے اور مومنوں کے دلوں کی بیماریاں اس سے دُور ہوتی ہیں۔ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ لیکن جو اللہ کی حدیں توڑنے والے ہیں ان کے لئے خسارا ہے۔ دیکھئے باہر اب گیارہ ہونے والے ہیں۔ سورج نے طلوع ہو کر سارے کرۂ ارضی کو منوّر کر رکھا ہے۔ سورج کی روشنی سے دن منوّر

انسان، حیوان، پرندے چرندے سب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لیکن ایک ایسا پرندہ بھی ہے جسے چمگادڑ کہتے ہیں۔ سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے یہ کیا مصیبت آ گئی ہے اسے گھونسلہ تلاش کرنا پڑتا ہے۔ یہ ساری چیزیں اللہ نے ہماری عبرت کے لئے پیدا فرمائیں۔ ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے۔ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا۔ پس بڑھا دی اللہ تعالےٰ نے اُن کی بیماری، جوں جوں اسلام بڑھتا ہے ان کا نفاق بھی بڑھتا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ حسد کرتے ہیں۔ وہ جتنا ترقی کرتا ہے، ان کی بیماری، حسد بھی بڑھتا جاتا ہے۔ دنیاوی طور پر بھی حسد کرنے والا اتنا ہی غم میں گھلتا رہتا ہے۔ جس کے ساتھ وہ حسد کرتا ہے اس کی ترقی پر۔ اسلام کو اللہ تعالےٰ پھیلا رہے ہیں۔ وہ اپنے دلوں میں زیادہ کُڑھ رہے ہیں۔ یا ترجمہ یوں ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی بیماری بڑھا دے۔ بدعائیہ کلمات ہیں۔ میرے نبیؐ اور میرے دین کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں۔ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ۔ ان کے لئے بڑا درد ناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ عذاب ہے قیامت کا اور دنیاوی طور پر بھی وہ ذلیل ہیں۔ لَا اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَا اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ۔ مسلمانوں کے پاس سے ان کو جوتیاں پڑتی ہیں۔ اور کافروں کے پاس جاتے ہیں وہاں سے بھی جوتیاں پڑتی ہیں۔ جس آدمی پر اعتماد نہ ہو۔ جس کے قول و فعل میں تضاد پایا جائے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اس کے ساتھ کوئی سلوک نہیں کرتا۔ یہاں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ اور دوسرے مفسرین کرام فرماتے ہیں یہ نفاق اعتقادی کے متعلق ہے۔ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو احادیث میں آتا ہے۔ ایۃ المنافق ثلاث۔ بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ اور ایک چوتھی نشانی بھی آئی ہے۔ جب جھگڑا کرے تو منہ سے گالیاں بکے۔ کسی مسلمان بھائی کو آج ہم پہلے معنوں میں نہیں لے سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اب دو قسم کے لوگ ہیں۔ یا پکّے مسلمان یا پکّے کافر۔ نفاق کا تعلق دل سے ہے۔ دل کا حال تو اللہ تعالےٰ جانتے ہیں یا وہ اپنے رسولؐ پر وحی کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔ اب آپؐ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہم کسی کو منافق نہیں کہہ سکتے۔ البتہ عملی غلطیوں کا ارتکاب ممکن ہے۔ بات میں کوئی شخص غلطی کر ڈالے۔ ایفائے عہد نہ کرے۔ منہ سے بک بکا کرے۔ یہ منافق عملی ہے ہم اس کو وہ منافق نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ بات اس وقت معلوم ہوتی ہے۔ جب کوئی موقعہ ناموسِ نبوّت پر حملہ کا آیا۔ ہم نے دیکھا کہ ناموسِ نبوّت پر قربان ہونے والوں میں زیادہ تعداد ان گنہگار مسلمانوں کی ہوتی ہے۔

جب آپ کے سامنے ایک آدمی آتا ہے جو اللہ تعالےٰ کو وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے، جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری اور سچّا نبی سمجھتا ہے، جنّت دوزخ کو مانتا ہے۔ اللہ کے حلالوں کو حلال اور حراموں کو حرام سمجھتا ہے، مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں کہوں۔ جی نہیں یہ اندر سے خراب ہے۔ اس کا دل خراب ہے۔ سب عقائد اسلامیہ کا اقرار کر رہا ہے۔ عملی کمزوریاں ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اسے اسلام میں سے خارج کر دو۔ وہ گنہگار ہے۔ آپ کے ذمہ اسے سمجھانا فرض ہے۔ اسے اپنے طور پہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ دو صحابی رضی اللہ عنہما زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے گئے۔ ایک آدمی نے ان کے سامنے کلمہ پڑھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ دوسرے ساتھی نے کہا۔ یہ تم نے غلطی کی۔ حضرت اسامہؓ نے فرمایا۔ کہ اس نے دل سے نہ پڑھا تھا۔ بلکہ جان بچانے کے لئے پڑھا۔ بات آپؐ کے سامنے پیش کی گئی۔ آپؐ نے پوچھا۔ اے اسامہؓ! تو نے اسے کیوں قتل کیا۔ جب کہ وہ تیرے سامنے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! وہ دل سے نہ پڑھ رہا تھا۔ آپؐ فوراً جلال میں آ گئے۔ اور فرمایا۔ بخاری کے الفاظ ہیں۔ ھَلاَّ شَقَقْتَ

قَلْبَہٗ۔ تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا تھا۔ پھر فرمایا۔ یاد رکھو۔ اے میرے امتیو! انّی لم اومر ان انقب قلوب الناس "مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگا کر دیکھتا پھروں" بھائی جو کلمہ وہ پڑھتا ہے وہی میں بھی پڑھتا ہوں انبیاء کرام کے سوا کون گناہوں سے پاک ہو سکتا ہے۔ گناہوں میں کمی بیشی تو ہو سکتی ہے کسی کے گناہ تھوڑے ہیں اور کسی کے زیادہ۔ اسی ایک حدیث پر ہے۔ فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جَاهِدُوْا مَعَ كُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ، صَلُّوْا عَلٰى كُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ، صَلُّوْا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ۔ ہر نیک و بد کے ساتھ کھڑے ہو کر پڑھ لو مثلاً میں نماز پڑھنے لگا ہوں۔ میں آپ لوگوں کے گمان میں نیک ہوں۔ اللہ مجھے نیک ہی رکھے۔ میرے ساتھ ایک ایسا آدمی کھڑا ہو جاتا ہے۔ جس کی داڑھی مونچھیں صاف ہیں۔ پتلون پہنی ہوئی ہے مجھے عار نہ ہونی چاہیئے۔ اللہ کے ہاں تو فیصلہ انجام پر ہونا ہے۔ معلوم نہیں جاتے جاتے کیا ہو۔ میرے سامنے تو وہ خدا کے سامنے سجدہ کر رہا ہے۔ ہم کیا جانے اس کے باطن کو۔ ۱۹۳۹ء میں جب پہلی دفعہ مجھے حج کی دولت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے دو دفعہ حاضری کا موقعہ دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے ریا اور فخر سے بچائے۔ اور پھر بھی جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ تحدیث نعمت کے طور پر عرض کر رہا ہوں۔ آپ کو بھی اللہ تعالےٰ نصیب فرمائے۔ جو جا چکے ہیں اللہ انہیں حج مبرور نصیب فرمائے۔ اور خیریت سے اپنے بال بچوں میں واپس لائے۔" اس وقت جوانی کا زمانہ تھا۔ نفس سرکش تھا۔ حضرت مولانا سید احمد صاحب مہاجر مدنیؒ حضرت مدنی رحمۃ اللہ کے بڑے بھائی مدینہ شریف میں قیام پذیر تھے۔ آپ مدرسہ علوم شریعۃ کے مہتمم تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ان کے نام خط دیا تھا۔ نہایت ہی نیک اور مہمان نواز تھے۔ باب مجیدی کے ساتھ ہی ان کے دو منزلہ کچے مکان تھے۔ نیچے دکانیں تھیں۔ وہاں ایک کمرہ میں مجھے جگہ دی گئی۔ سلہٹ کے ایک دوست بھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خط لائے۔ شاید حضرتؒ کے مرید ہوں گے۔ ان کو بھی میرے ساتھ ہی جگہ دی گئی۔ رات ہوئی۔ میں نے دل میں سوچا۔ بھائی یہ کہاں آیا۔ اس کی داڑھی مونچھیں صاف ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کے لئے آیا ہے۔ اسے کیا ملے گا، اسے آپؐ سے کیا نسبت و محبت ہے۔ خیر رات ہوئی۔ وہاں یہ قاعدہ ہے کہ رات کو عشاء کے بعد حرم نبویؐ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے ہیں۔ آپ اسی طرح اپنے روضہ اطہر میں حیات ہیں جس طرح دنیا میں تھے۔ فرمایا اگر کوئی میرے روضہ کے پاس آ کر درود شریف پڑھے میں خود سنتا ہوں۔ اور جواب بھی دیتا ہوں اور اگر دُور سے پڑھے تو فرشتے مجھے پہنچاتے ہیں کتنے خوش نصیب ہیں جو وہاں پڑھ رہے ہوں گے۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ ہمارے اسلاف کا یہی عقیدہ ہے۔ سحری کو دروازے کھول دئے جاتے ہیں شمع نبوت کے پروانے آدھی رات ہی کو جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ تاکہ دروازہ کھلتے ہی پہلے سعادت حاصل کریں۔ چونکہ تھکان تھا میں رات کو سو گیا۔ اپنی طرف سے سویرے اٹھنے کی کوشش کی۔ دیکھا تو وہ بنگال کے دوست نہ تھے۔ میں وضو وغیرہ کر کے تیار ہوا۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا۔ جگہ بھر چکی تھی۔ میں نے اس بنگالی کو دیکھنا چاہا۔ دیکھا تو وہ آپؐ کے قدموں میں پڑا رو رہا تھا۔ میں نے کہا کہ زاہد! یہ بہتر ہے یا تو؟ میرا خیال ہے کہ وہ رات کو نہیں سویا۔ بعد میں میں نے اس سے معافی مانگی۔ پھر وہ میرے ساتھ ہی رہے۔ جتنے دن ہم وہاں رہے بڑے اچھے دن گذرے۔ دیکھئے۔ اس کی وجہ سے میری اصلاح ہو گئی۔ جن کو تم گنہگار سمجھتے تھے وہ تم سے نیکی میں بہتر نکلے۔ کسی کی نیکی کو دیکھ کر ہم اس کی نیک سیرت و صورت سے اسے نیک تو کہہ سکتے ہیں لیکن یقینی فیصلہ تو خاتمہ پر ہے۔ پتہ نہیں۔ جاتے جاتے کیا ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

آگے چل کر آپؐ نے فرمایا۔ صَلُّوْا عَلٰى كُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ۔ جو کلمہ گو مر جائے خواہ وہ نیک ہو یا بُرا ہو جس حال میں تھا مسلمان تو تھا۔ سب بھائی کھڑے ہو کر اس کے لئے شفاعت کی دعا کرو۔ تمہارا بھائی ہی تو تھا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا ط اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ ط وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ط اے اللہ! ہمارے زندوں کو بخش اور ہمارے مُردوں کو اور جو حاضر ہیں ان کو اور جو غائب ہیں ان کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو، ہمارے مَردوں کو اور عورتوں کو سب کو بخش۔ زندہ رکھے تو اسلام پر، اور خاتمہ ایمان پر فرما۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے متعلق ہے (بھائی! ہمارے علم سطحی ہیں۔ ہم تو خود جاہل ہیں۔ جو اکابر سے ملا ہے اللہ ان کی قبروں کو پُرنور فرمائے اور کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ان کا ہم پر بڑا احسان ہے) ہمیں تو جو اکابر سے ملا وہ بیان کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک پولیس کے سپاہی کا نماز جنازہ پڑھانے کے لئے عرض کی گئی آپ نے فرمایا۔ "آپ دوست ہیں پڑھ دیں میں نہیں آ سکتا۔ شاید عبرۃً للنّاس آپ نے فرما دیا کیونکہ وہ بڑا ظالم تھا۔" اس طرح پھر لوگوں کو دلیل مل جاتی ہے۔ گناہ پر دلیر ہو جاتے ہیں ــــ رات ہوئی۔ وہ سپاہی بڑے مزیدار سفید رنگ کا صافہ (پگڑی) بندھے ہوئے حضرت کو خواب میں ملا ــــ حضرت نے پوچھا سنا بھائی! کیسے گذری؟ عرض کی حضرت! جب آپ نے ٹھکرا دیا۔ تو خدا کی رحمت جوش میں آئی۔ اللہ تعالےٰ نے میرے سارے گناہ معاف فرما دئے۔ بھائی! گنہگار تو سب ہی ہیں لیکن سب لا الہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے ہیں۔ ہم اگر اپنے بھائیوں کے لئے دعائے مغفرت نہ کریں گے تو اور کون کرے گا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عادت شریفہ تھی کہ اس وقت تک نہ کھانا کھاتے جب تک کوئی مہمان ساتھ نہ ہو۔ ایک دفعہ کافی تلاش کے بعد ایک بڑی عمر کا آدمی ملا۔ مسافر تھا، راستہ پر جا رہا تھا، بلا لیا ــ ہم تو کوئی مانگے تو دروازے بند کر دیتے ہیں۔ مسلمان کا بھی عجیب تمدّن ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ہدایت نصیب فرمائے۔ فرمایا۔ دو بھائی جب مل کر کھانا کھائیں اس میں برکت ہو گی۔ جتنے ہاتھ ہوں گے اتنی ہی زیادہ برکت ہو گی۔ ہم کہتے ہیں جتنے کم

ہاتھ ہوں گے اتنی ہی زیادہ برکت ہوگی۔ اس آدمی سے اللہ کے خلیلؑ نے فرمایا۔ اللہ کا نام لے کر کھانا۔ اس نے کہا۔ میں تو خدا کو نہیں مانتا۔ آپ کو غصّہ آ گیا۔ فرمایا نکل جا۔ میرے دسترخوان پر بیٹھ کر میرے خدا کا نام نہیں لیتا۔ جب تو خدا کو نہیں مانتا پھر اُٹھ جا یہاں سے۔ اس نے کہا۔ جناب آپ خود ہی تو بلا کر لائے ہیں۔ میں اپنے آپ تو نہیں آیا — اچھا! چلا جاتا ہوں۔ فوراً جبرئیل امین وحی لے کر حاضر خدمت ہوئے "اے میرے خلیل! میرا وہ بندہ جس کو میں نے اتنی مدت دیا لیکن کبھی یہ نہ کہا مجھے مان تب روٹی دوں گا تو نے یہ کیا کیا۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خواہ کوئی نیک ہو یا عملی اعتبار سے کمزور ہو اس پر نماز جنازہ پڑھو۔ تم اس کے باطن کے متعلق کیا سمجھتے ہو۔ اس کا معاملہ تو اللہ تعالےٰ کے سپرد ہے۔ صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ۔ جو آدمی آگے ہو گیا ہے نماز پڑھانے کے لیے۔ تم اس کے عملوں سے ناواقف ہو۔ بشرطیکہ شرعی نقطہ نظر سے اس میں کوئی عیب نہ پایا جاتا ہو۔ ظاہری طور پر اسلامی مذہبی یونیفارم ہو۔ یعنی داڑھی قبضہ ہو۔ قبضہ سے کم نہ ہو۔ جس کے مصلّے پر کھڑا ہونے لگا ہے۔ کم از کم ان جیسی صورت تو ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ —— الحمدللہ۔ ہم دلوں کی بیماری سے پاک ہیں۔ ہمارے دل ٹھیک ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے تو ہمارے دل لرز جاتے ہیں گنہگار ضرور ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہم پر رحم و کرم فرمائے۔ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اب ترجمہ سن لیجئے۔

وَمِنَ النَّاسِ۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں۔ مَنْ یَّقُوْلُ جو زبان سے یہ کہہ دیتے ہیں۔ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ہم بھی ایمان لا چکے ہیں اللہ پر اور آخری دن پر۔ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ۔ حالانکہ وہ ایماندار نہیں یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وہ دھوکہ دینا چاہتے ہیں اللہ تعالےٰ کو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ایمان والوں وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ حالانکہ وہ نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنے آپ کو وَمَا یَشْعُرُوْنَ اور وہ نہیں سمجھتے۔ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ ان کے دلوں میں ایک خاص قسم کی بیماری ہے۔ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا۔ پس بڑھا دی اللہ تعالےٰ نے ان کی بیماری۔ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ : عمر گھٹ رہی ہے۔

کے لڑکوں کے لئے اور افسروں کے کھلانے کے لئے اوقات بنایا۔

میں حیران ہوتا ہوں کہ کس بات کا ذکر کروں اور کس بات کا ذکر نہ کروں۔ یہاں تو سارا نظام ہی ابتر ہے۔ شاہ ولی اللہ نے خواب دیکھا تھا اس جہان کو بالکل نیست و نابود کر کے اس پروگرام حیات کو بالکل جہنم واصل کر کے نئے سرے سے اسلام کو نافذ کیا جائے اور نئے سرے سے اسلامی جمہوریت کو قائم کیا جائے اور اسلامی دستور، قوانین اور آئین کو نظام کے طور پر اس ملک میں نافذ کرنے کے لئے بنیاد سے نیچے سے یعنی جڑیں کھود کر کے اوپر سے عمارت کا اہتمام کیا جائے مگر یہ ہے کہ وہ بچارا پیغام دے کر کے دنیا سے اپنی سی کوشش کر کے اپنے پوتوں اور نواسوں کو بالاکوٹ میں شہید کرا کر اپنا فریضہ انجام دے گئے وہ حضرات اپنے وقت کے اندر لیکن بعد کے آنے والے سب بھول بھلا بیٹھے نہ جہاد کی فکر نہ ملک میں قانون اور نظام اسلامی رائج کرنے کی فکر نہ کلمۂ اسلام کو سارے عالم میں نہ تبلیغ اسلام کا جھنڈا سارے عالم میں لہرانے کی فکر اور ہم ابھی کہنے کو مسلمان ہیں۔ کیا ہم قیامت میں کل کو چل کر کے منہ دکھائیں گے اور ان بزرگوں کو آج جہاں ہمارے حالات کی خبر ہوتی ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پتہ چلتا ہوگا کہ میری امت کے یہ کارنامے ہیں تو کتنے وہ ہم سے خوش ہوتے ہوں گے افسوس کا مقام ہے ہمارے لئے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یہ مسلمانوں کا ملک ہے اور یہاں اسلام کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور کل تک متحدہ ہندوستان میں مسجد کے سامنے باجا بج جاتا تو تلواریں نکل آتی تھیں اور ذرا سی بات ہو جاتی آپ کے منشاء کے خلاف تو مداخلت فی الدین کے نعرے لگ جاتے تھے اور آج پورے اسلام کا جھٹکا ہو رہا ہے تو کسی کو پرواہ ہی نہیں کوئی پرسانِ حال ہی نہیں اور اسی لئے اقبال مرحوم بچارے نے اس دور میں بھی کہا

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

اس وقت وہ بچارا یہ کہتا تھا کہ

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

اور اب تو سب کچھ ہو گیا ہے

نہ صورت نہ سیرت نہ خاش نہ خط
بمجولش نام نہادند غلط

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

یہ ہے ہماری ساری زندگی کہاں پیدا ہوتے ہیں، کہاں تربیت ہوتی ہے اور کہاں جا کے مر جاتے ہیں۔ اسلام کا بھی کوئی شائبہ ہے۔ ہماری زندگی میں کوئی اس کے لئے بھی گنجائش ہے۔ تو یہ رکوع جو میں نے تبرکاً تلاوت کیا تھا اس میں کافی تفصیل ہے اور موقع نہیں ہے اگر کبھی موقع ملا تو میں انشاء اللہ تفصیل سے عرض کر دوں گا لیکن اس کی آخری آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض اور ان کی ذمے داریاں ساڑھے ۴ ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر جدید کے وقت ارشاد فرما رہے ہیں۔ خانہ کعبہ کے معمارِ اولیں حضرت ابراہیمؑ نہیں ہیں بلکہ حضرت آدمؑ اس کے معمارِ اولیں ہیں۔ انہوں نے فرشتوں کے ساتھ مل کر کعبہ بنایا ہماری کتابوں میں تصریح موجود ہے اس بات کی

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ط

سب سے پہلے دنیا میں جو اللہ کی عبادت کے لئے گھر بنایا وہ یہی تھا ؎

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم پاسباں ہیں اس کے وہ پاسباں ہمارا

تو جب حضرت ابراہیمؑ کو تعمیر جدید کا ارشاد ہوا نوحؑ کے طوفان میں کہتے ہیں کہ دیواریں کمزور ہو گئیں اور حضرت آدمؑ کے زمانے میں جب قدِ آدم تک دیواریں اٹھیں تو بیت المعمور کے گرد آسمان پر فرشتے جہاں طواف کر رہے تھے تو اسے اٹھا کر یہاں رکھ دیا گیا اور جب یہ بہنے کو ہوا تو اللہ کے حکم سے پھر فرشتوں نے اٹھا کر وہاں پہنچا دیا اور حضرت ابراہیمؑ نے جب دوبارہ تعمیر کی اس وقت وہ دعائیں کر رہے ہیں کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

باقی آئندہ

قسط ۲

درسِ حدیث

حضرت علامہ مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی کنیت ابوالفضل نام احمد بن محمد بن علی ہے۔ والد کا نام حجر نہیں ہے بلکہ اس نام کے کوئی بزرگ اوپر کی کسی پشت کے دادا ہوئے ہیں۔ انہی کی طرف منسوب ہو کر ابن حجر کہلاتے ہیں۔ علم و فضل کی شعلہ افشانیوں کے بعد شہاب الدین لقب ہو گیا تھا۔ ملک شام کا ایک شہر عسقلان جو سمندر کے کنارے واقع ہے آپ کے آباؤ اجداد کا وطن تھا اسی کی طرف نسبت کرکے عسقلانی قرار پاتے ہیں مگر ان میں سے کسی بزرگ نے مصر میں قیام کر لیا تھا۔ اس لئے بعض لوگ مصری بھی کہہ دیتے ہیں۔ آپ کی ولادت مصر میں شعبان ۷۷۳ھ میں ہوئی۔ ابھی چار سال کی عمر تھی کہ یتیم ہو گئے۔ نو سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اس کے بعد نحو، ادب، شعر وغیرہ علوم میں لگ گئے اور گیارہ سال کی عمر میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے وہاں کے علماء سے بخاری شریف کی سماعت کی اور دوسری کتابیں بھی پڑھیں۔

اس وقت کے علامہ زین العراقی کی خدمت میں دس سال رہے۔ علوم و فنون اور ظاہر و باطن کی تکمیل کی علامہ بلقینی اور ابن الملقن اور شیخ برہان الدین الانباسی سے فقہ میں مہارت حاصل کی۔ حافظہ خزانۂ قدرت سے بہت زبردست ملا تھا۔ بہت ذہین تھے۔ درس تدریس میں مشغول رہے۔ قاہرہ کے کئی مدرسوں میں ان کا فیضان رہا۔ بقول علامہ سیوطی کے زمزم پینے کے بعد دعا کی تھی کہ امام ذہبی کے رتبہ کو پہنچ جائیں۔ تو اللہ تعالٰے نے ان سے بھی بڑھ کر مرتبہ عطا فرما دیا۔ سب علوم و فنون میں ماہر اور فن حدیث اور اسماء رجال میں تو امام وقت بن گئے۔ ان کے بعد آنے والے محدثین میں کوئی ایسا نہیں جو ان کا خوشہ چین نہ ہو۔ مصر میں قاضی القضاۃ سب قاضیوں کے افسر۔ جیسے آج کل ججوں میں چیف جسٹس ہوتا ہے مقرر ہوئے اور تقریباً اکیس سال اس منصب پر فائز رہے حالانکہ اس زمانہ میں حکام میں ردو بدل جلد جلد ہؤا کرتا تھا۔ آپ کے شاگردوں میں بڑے بڑے سربرآوردہ علماء ہوئے ہیں۔

تصنیف و تالیف کا عمر بھر مشغلہ رہا ڈیڑھ سو سے زیادہ عجیب و غریب تالیفات ہیں۔ گو علامہ سیوطی کی تالیفات تعداد میں ان سے زائد ہیں مگر ان کی تالیفات میں بڑے بڑے حجم کی تالیفات بہت ہیں۔ اور ہاں چھوٹے رسالے زیادہ ہیں۔ فتح الباری شرح بخاری اور تہذیب التہذیب اسماء رجال میں تو ایسی بے مثال کتابیں ہیں جو ۱۳-۱۴ جلدوں میں ہیں اور تحقیقات وہ ہیں کہ نہ ان کی مثال پہلے زمانوں میں ملتی ہے نہ بعد میں اور شرح حدیث کا ہر مصنف ان کا مرہونِ منت ہے۔

آپ کے اوقات میں حق تعالیٰ نے وہ برکت عطا فرمائی تھی کہ لوگوں سے جو کام مہینوں میں نہیں ہوتا وہ گھنٹوں میں انجام دیتے تھے۔ چار چار گھنٹوں کی ایک نشست کرتے اور اس میں ایسا کام انجام دیتے جو کسی سے ہو سکتا تو کیا عقل میں بھی آنا مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً بخاری شریف اسی طرح کی دس مجلسوں میں اور مسلم شریف ختم کی مجلس کے علاوہ چار مجلسوں میں۔ نسائی کی سنن کبریٰ دس مجلسوں میں۔ ابن ماجہ چار مجلسوں میں پوری کی پوری پڑھ لی ہیں۔ اور سب سے زیادہ جلد کام تو یہ کیا کہ شام کے سفر میں ظہر و عصر کی درمیانی مجلس میں ایک ہی مجلس میں طبرانی کی معجم صغیر پوری پڑھ لی تھی۔

آپ اپنا کوئی وقت خالی نہ گذارتے تھے۔ مطالعہ کتب درس تدریس تصنیف و تالیف اور عبادت الٰہی میں منہمک رہتے۔ کوئی لمحہ خالی نہ ہوتا تھا۔ علامہ عراقی کا جب انتقال ہونے لگا۔ لوگوں نے پوچھا آپ کس کو اپنے پیچھے چھوڑ چلے ہیں جو دین کی یہ خدمتیں انجام دے سکے۔ فرمایا ابنِ حجر کو بھی اور ابنِ زرعہ کو بھی۔

شعر و سخن میں بھی آپ کا مقام بہت اونچا تھا۔ وقت کے اساتذہ نے آپ کی تعریفیں کی ہیں۔ بڑے بڑے نقاد لوہا مان گئے ہیں۔ ان کے کلام کے لئے ابن مہند جیسا نقادِ فن کہتا ہے اَدَقُّ مِنَ النَّسِیْم۔ ان کا کلام نسیم صبح سے بھی زیادہ لطیف ہوتا ہے

شافعی المذہب تھے۔ فتح الباری میں تحقیقات اور دوسرے مذہبوں کی تردید خوب ہوتی ہے خصوصاً مذہب حنفی کے امامِ تحقیق امام طحاوی کا تو خوب جواب دیا جاتا ہے جس پر علامہ بدرالدین حنفی عینی شرح بخاری میں ہر بات کی تردید و تحقیق کرتے ہیں۔ علامہ عینیؒ کی تحقیقات و باریک بیانی سے غافل لوگ شیخ ابن حجر سے بہت متاثر ہو جاتے ہیں۔

تقریباً اسّی سال کی عمر میں ۸۵۲ھ میں وفات پائی ہے۔ بادشاہ اور تمام امراء وزراء تک بھی جنازہ اٹھانے اور لے جانے میں شریک ہوئے بلکہ جو لوگ پیدل چلنے کو عار سمجھتے تھے وہ بھی جنازہ میں ساتھ چلے گئے

کتاب

اصل کتاب کا نام بُلُوْغُ الْمَرَامِ مِنْ اَدِلَّۃِ الْاَحْکَامِ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ احکام عملی کی دلیلوں کے مقصد تک رسائی یعنی جن احادیث سے فقہ شافعی کے احکام ثابت ہیں ان کو پیش کرنا ہے۔ اس لئے اس کتاب میں فقہ کی ترتیب پر کتاب الطہارت سے لے کر اعناق و آداب تک کی حدیثیں جمع کر دی ہیں۔ فقہ شافعی کے حاصل کرنے والوں کے لئے بہت عمدہ ذخیرہ ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں کچھ خاص خاص اہتمام بھی کئے ہیں گو اسی موضوع پر ایک کتاب منتقی الاخبار بھی موجود ہے۔ مگر اس میں چند وہ خصوصیات بھی ہیں جو اس میں نہیں۔

۱۔ چونکہ یہاں حدیثوں کی سند بیان نہیں ہے اس لئے اکثر جگہ حدیث کے صحیح ضعیف اور حسن ہونے کی تصریح کر دی گئی ہے اور جس کتاب سے حدیثیں لی گئی ہیں ان کا نام درج کر دیا گیا ہے تاکہ حدیث کا مقام معین ہو سکے۔

۲۔ ہر باب میں اُن احادیث کا انتخاب پیش کیا ہے جو حضرت مصنف کی نظر میں

سب سے زیادہ صحیح اور قوی تھیں اور جن کی صحت و ضعف پر کلام کیا گیا ہے ، وہ نہیں بیان کیں ، یا فضائل اعمال کا ذکر تھا تو ضعیف کو ضعیف کہہ کر درج کیا ہے ۔

۳۔ بعض لمبی لمبی حدیثوں کو مختصر کیا مگر ایسے عمدہ طریقہ سے کہ مقصود بھی حاصل ہو جائے اور الفاظ میں بھی تغیر نہ ہونے پائے ۔

۴۔ حدیثوں کے راویوں پر مختصر سی جرح و تعدیل کا اشارہ بھی ہے ۔

۵۔ کسی حدیث کے لفظوں میں صحاح ستہ کے علاوہ کسی اور کتاب میں کچھ الفاظ زائد آئے تو ان کو بھی مع توثیق درج کر دیا۔

۶۔ کسی حدیث کے صحیح و ضعیف کہنے میں بالکل بے تعصبی سے کام لیا گیا ہے ۔

۷۔ جو حدیث بخاری و مسلم دونوں کی ہے اس کے بعد متفق علیہ لکھا ہے کہ دونوں کا اس پر اتفاق ہے اور جو حدیث رواہ السبعۃ کہہ کر لکھی وہاں صحاح ستہ اور مسند احمد مراد ہے ۔ جہاں رواہ الستۃ ہے ۔ وہاں صحاح ستہ بخاری و مسلم و ترمذی، ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ مراد ہیں ۔ جہاں خمسہ کہا ہے وہاں بخاری و مسلم کے علاوہ سب مراد ہیں ۔ جہاں اربعہ کہا ہے وہاں ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ ہیں اور جہاں ثلثہ کہا ہے وہاں ترمذی، ابوداؤد، نسائی مراد ہے ورنہ نام لیا ہے ۔

۸۔ فقہ شافعی کی ترتیب پر احادیث جمع کی گئی ہیں تاکہ سہولت سے فائدہ اٹھایا جا سکے ۔

اسی لئے یہ کتاب شافعی حضرات اور اہل حدیث صاحبان کے یہاں درس میں داخل ہوتی ہے ۔ اور اس کی شرحیں بھی اہلِ حدیث کی لکھی ہوئی ملتی ہیں ۔ (۱) البدر التمام (۲) سبل السلام (۳) مسک الختام (۴) فتح السلام ۔ حنفیہ کے یہاں ان احادیث کا مجموعہ جن سے فقہ حنفی کا زیادہ استدلال ہے ۔ مع بیان قوت و صحت وغیرہ کتاب اعلاء السنن ہے جو مع شرح طبع ہوئی ہے اور اب کراچی میں ٹائپ سے طبع ہو رہی ہے ۔

بلوغ المرام کا آخری عنوان کتاب الجامع ہے ۔ جس میں زیادہ وہ حدیثیں ہیں جن پر ساری امت کا بلا اختلاف عمل ہے وہ عقائد و اعمال سے متعلق نہیں کہ جن کے اثبات میں اختلاف ہوتا ہے بلکہ آداب و اخلاق، معاشرت کے اصول، تمدن کے حقوق اور صفاتِ جلیلہ و رذیلہ اور دعاؤں پر مشتمل ہے ۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

اپنایا اسی کو ظاہر کیا ، اور اسی پر امت کو چلایا (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد اوّل صلا کا ترجمہ)

حافظ ابن عبدالبرؒ نے استیعاب جلد اوّل ص۳ پر صحابہ کرام کے متعلق لکھا ہے :

یہ لوگ خیر القرون ہیں اور تمام ان امتوں میں جو کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے بنائی گئی ہیں بہترین ہیں (خیر امت ہیں) ان سب کی عدالت اللہ تعالےٰ کی ثناء اور صفت سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء سے ثابت ہوئی ۔ اور کوئی زیادہ عدالت والا اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا ہے ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اپنے نبی کی صحبت اور مدد کے لئے اور کوئی پاکیزگی اس سے افضل نہیں ہے اور نہ کوئی تعدیل اس سے بڑھ کر ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ الآیہ ۔

پھر صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں :۔

اللہ تعالےٰ نے عدالت اور دیانت کی ثنا اور صفت سے جس عظیم الشان مرتبہ پر اپنے رسول کے اصحاب کو رکھا ہے ۔ وہ صرف اس لئے کہ ان کی ان روایتوں سے جن کو انہوں نے اپنے نبی سے فرائض اور سنتوں کو روایت کیا ہے ۔ تمام امت پر حجت قائم ہو جائے پس اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے ۔ اور ان تمام صحابہ رضؓ سے راضی ہو جائے یہ لوگ دین کو بعد والے مسلمانوں تک پہنچانے میں آپ کی طرف سے بہترین اور بہت اچھے مبلغ تھے ۔

خلاصہ کلام

یہ ہے تمام اہل حق اہل سنت والجماعت متفق ہیں ، آیاتِ قرآنی اور احادیث نبویؐ اس کی شہادت دیتی ہیں کہ تمام صحابہ رضؓ عادل اور ثقہ ہیں ، ان کی روایتیں مقبول اور معتمد علیہ ہیں ۔ ان پر کوئی جرح اور تنقید نہیں ہو سکتی ۔ اور ان پر تنقید اور جرح کرنا اور ان کے نقائص ڈھونڈھنا اپنے ہی ایمان کے فقدان کی نشانی ہے ۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ط

بقیہ : اداریہ

محکوم ہی نظر آتے اور الجزائر فرانسیسی استعمار کے چنگل سے کبھی آزاد نہ ہوتا ۔ حالانکہ دنیا دیکھ چکی ہے کہ الجزائر کے حریت پسندوں نے اسلحہ اور تعداد کی کمی کے باوجود دنیا کی ایک عظیم طاقت کے چھکے چھڑا دئے اور اپنی آزادی اس سے واپس چھین لی ۔

ہمیں پوری توقع ہے کہ کشمیری مسلمان بھی الجزائر کی روشن مثال سامنے رکھیں گے اور انشاء اللہ جلد ہی آزادی کی منزل سے ہمکنار ہوں گے ۔

بقیہ : مجلس ذکر

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی راہ پر چلنے اور اپنی ہی راہ میں کام آنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ کیونکہ اسی دھن میں جینا عبادت اور اور اسی دھن میں مرنا شہادت ہے ۔

آخر میں ہم پھر دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے ہمارے کشمیری بھائیوں کی نصرت فرمائے اور انہیں کامیاب و کامران کرے ۔ آمین

اعلان

مسند ابو یعلیٰ ۳۰۶ھ اور حیات الانبیاء ۴۵۸ھ مصنفہ امام بیہقیؒ دونوں ہی نایاب کتابیں اور گیارہ سو سالہ پرانے نسخے ہیں ۔ جو بفضل ایزدی دستیاب ہو چکے ہیں اور ان کی طباعت کا انتظام کیا جا رہا ہے ۔ جو حضرات ان کتابوں کو خریدنے کے خواہشمند ہوں اپنا مکمل پتہ راقم الحروف کے نام ارسال فرمائیں ۔

(چوہدری) محمد جلیل متولی جامع مسجد حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم گجرات

پروگرام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور

۲۲ راگست بروز اتوار :۔ روانگی برائے سکھر

۲۳-۲۴ راگست :۔ قیام سکھر

(حاجی) بشیر احمد

مدینہ مسجد مہاجر آباد نواں کوٹ بھل سٹاپ ملتان روڈ لاہور میں ۲۷ ۸/۶۵ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء

مولانا عبد الشکور صاحب دین پوری

کا بیان ہوگا ۔

حضرت لاہوریؒ کے شیوخ کی مجاہدانہ سرگرمیاں

غلام مصطفیٰ - رحیم یار خانؒ

قطب الاقطاب حافظ محمد صدیق بھرچونڈویؒ حضرت لاہوریؒ کے دادا پیر سمیجہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ اور حضرت حسن شاہ جیلانیؒ سوئی شریف سے خرقۂ خلافت پایا۔ آپ کا مزار مبارک ریل پر سکھر جاتے ہوئے ڈھرکی اسٹیشن سے شمالی جانب تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

خدمت قرآن معہ خدمت الشیخ

آپ کا معمول تھا کہ رمضان شریف میں روزہ افطار کر کے بھرچونڈی شریف سے چل پڑتے اور عشاء کے وقت اپنے شیخ کی خدمت میں سوئی شریف پہنچ جاتے۔ یہ کئی میل کا فاصلہ ہے۔ اور یہیں تراویح میں قرآن مجید سارا مہینہ سناتے رہے۔ آپ کا یہ معمول حضرت جیلانیؒ کے بعد بھی بدستور رہا۔ چنانچہ جب حضرت جیلانیؒ کا وصال ہو چکا اور ان کے جانشین بھورل میاںؒ ہوئے جو کہ حضرت بھرچونڈویؒ کے ہمعصر تھے۔

رمضان المبارک کا چاند جب دیکھا گیا تو جماعت سوئی شریف کو حافظ قرآن کے لئے تشویش ہوئی۔ ادھر خیال تھا کہ شاید اب شیخ کے وصال کے بعد آپ (حضرت بھرچونڈوی) تشریف نہ لائیں۔ لیکن عین اس وقت جب جماعت تراویح کے لئے کھڑی ہوئی تو حضرت بھرچونڈویؒ حضرت بھورل میاںؒ کے قدم بوس ہوئے۔ اور پھر بدستور ختم قرآن مجید سنایا۔ اور یہ معمول ان کی زندگی میں بھی رہا۔ آپ ختم سنانے کے بعد بھرچونڈی شریف چلے جاتے۔ اور سحری وہاں واپس جا کر تناول فرماتے۔

آپؒ کا جہاد بالشرک

آپؒ کے بلوچ مریدوں نے اطلاع دی کہ بلوچستان ضلع جیکب آباد میں ایک درخت ہے جو "صحری کا کنڈا" کے نام سے موسوم ہے۔ وہاں لوگ منتیں مانتے اور چڑھاوے دیتے ہیں، نورلتے بیٹھتے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔

آپؒ نے دو تین، جماعت کے فقیر لئے اور وہاں پہنچے۔ وہاں ایک چھوٹی سی کٹیا بنائی۔ اس درخت کے مجاوروں کو جب پتہ چلا کہ ایک مولوی اس نیت سے یہاں آکر ٹھہرا ہے۔ وہ تلواریں لگا کر آ گئے۔ آپؒ نے حسب دستور ان کا احوال پوچھا۔ انہوں نے اپنی نوبت اور درخت کے تقدس کا تذکرہ کیا۔ اور ساتھ ہی خلاف ورزی کرنے والے سے جنگ کا اظہار کیا۔

آپؒ نے اسلام اور کفر و شرک پر ایک پُرمغز تقریر فرمائی مگر وہ تھے جاہل۔ ایک نہ مانے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ ان بلوچوں کا یہ دستور تھا کہ جب کسی سے لڑتے پہلے قرعہ اندازی کرتے۔ کامیابی کی صورت میں لڑتے ورنہ رک جاتے۔ چنانچہ انہوں نے تین ناموں رب۔ کنڈا۔ حضرت والا کی قرعہ اندازی کی۔ پہلی بار حضرتؒ کا نام غالب رہا۔ پھر دوسری اور تیسری بار بھی حضرتؒ کا نام ہی قرعہ میں نکلا۔ اب وہ کچھ نرم ہوئے اور آپس میں کہنے لگے۔ جو شخص رب پر بھی غالب ہے اس سے ہم نہیں جیت سکتے (یہ ان کا جاہلانہ خیال تھا) کہنے لگے "حضرت! ہم جنگ سے تو باز آتے ہم کو بیعت کرو"۔ آپؒ نے فرمایا "میاں! میں اس لائق تو نہیں ہوں کہ تم کو بیعت کروں۔ ہاں صرف چار تسبیح ذکر مجھے اپنے مرشد نے بتایا ہے وہ تلقین کرتا ہوں۔

وہ کہنے لگے صاحب! آپ کا ذکر ہم نے سنا ہے آپ کے مرید جب ذکر کرتے ہیں تو روتے ہیں۔ ہم کو ایسا ذکر نہ دو۔ رونا کام عورتوں کا ہے ہم مرد ہیں۔

بالآخر آپؒ نے ان کو ذکر جہر کی تلقین فرمائی۔ اور اس ذکر کی تاثیر قدرتی ان کے حق میں یہی نکلی کہ وہ جب ذکر کرتے روتے تھے۔ آج کل منتہی طلباء سلوک کو معمولی احساس سے زیادہ کچھ وصول نہیں ہوتا۔

حضرتؒ کے ایک مرید میاں محمد عالم فقیر تھے وہ ذکر ارّہ کرتے تھے لیکن روایت کرتے ہیں کہ جب وہ ذکر کے لئے تہجد کے وقت بیٹھتے سامنے منبر رقص کرتا ہوا دکھائی دیتا۔ سینکڑوں ہندوؤں کو مسلمان کیا اچھی خاصی جماعت پیدا کی جو اب بھی حضرتؒ کی غلامی کا دم بھرتی ہے —— یہ ایک ادنیٰ خادم تھے۔

حضرتؒ نے بالآخر اس شرک گڑھ (صحری کا کنڈا) کو کٹوا دیا۔ آپؒ کو درد گردہ لاحق ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپؒ اسی مقام پر تھے اس کا دورہ ہوا۔ آپؒ رات بھر خاموش رہے اور فقیروں کو بالکل پتہ نہ چلا بعد میں آپؒ نے بتایا کہ رات مجھے درد رہا۔ مگر میں اس لئے خاموش رہا کہ آپ بھی اور آس پاس والے سن کر کہیں "کنڈے" کی کرامت نہ سمجھ بیٹھیں۔

حضرتؒ قینچی اور اُسترا ساتھ رکھتے اور خلاف شرع مونچھوں اور لمبے بالوں کو کٹوا ڈالتے۔ ایک سفر میں ایک بڑی مونچھوں والا مل گیا۔ آپؒ نے اسے سنت بنوانے کو فرمایا۔ وہ نہ مانا۔ آپؒ نے فقیروں کو اشارہ کیا۔ دو تین فقیروں نے مل کر اس کی مونچھیں کاٹ لیں۔ وہ سخت برہم ہوا۔ کہتا۔ اے ملاں! تو نے حضرت علیؓ کے پر کاٹ ڈالے میں تیرا سر قلم کروں گا۔

خدا کی قدرت اور شان دیکھئے —— نزع کے وقت لوگ اسے کلمہ کی تلقین کرنے لگے۔ اس نے جواب دیا —— بلائیں مجھے نوچ اور کھسوٹ رہی ہیں۔ مگر وہ ملاں جس نے میری مونچھیں کاٹی تھیں ان کو بھگا رہا ہے۔

اللہ والوں کا فیض کہاں تک پہنچتا ہے۔

علامہ سید عبدالحیٔ حسنی

کی

شہرہ آفاق عربی تصنیف

نزہۃ الخواطر

کا سلیس اور عام فہم اردو ترجمہ

از: مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی

یہ کتاب پاک وہند کے ممتاز اولیاء، صوفیاء، علماء، سلاطین، ارباب علم وفن اور مشاہیر اسلام کا ہزار سالہ تذکرہ ہے اردو میں یہ اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے اور اسے بجا طور پر مشاہیر و اکابر کا انسائیکلو پیڈیا کہا جا سکتا ہے۔

قیمت: پہلا حصّہ : ۹/۰۰

دوسرا حصّہ : ۷/۰۰

ہر قسم کی اسلامی، تاریخی، علمی و ادبی کتب کی فہرست مفت طلب فرمائیے

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

انجمن دعوت الحق کہروڑپکا کے زیر اہتمام

تیسرا سالانہ

تبلیغی جلسہ

بتاریخ: ۲۰، ۲۱، ۲۲ر اگست ۱۹۶۵ء

زیر سرپرستی: الحاج صوفی احمد یار صاحب مدظلہ

منعقد ہو رہا ہے جس میں

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری، حضرت مولانا علامہ علامہ دوست محمد صاحب قریشی، حضرت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر خدام الدین، حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی حضرت مولانا محمد شریف صاحب بہاولپور، حضرت مولانا غلام قادر صاحب ملتان، حضرت مولانا صاحبزادہ منظور احمد شاہ صاحب کہروڑی، حضرت مولانا عبدالمجید صاحب شاکر کہروڑپکا، حضرت مولانا صاحبزادہ نورالحق صاحب کہروڑی، جناب مرزا غلام نبی صاحب جانباز، جناب خان محمد صاحب کمترادر حضرت مولانا قائم الدین صاحب شرکت فرما رہے ہیں

ان کے علاوہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی اور دیگر بہت سے علماء کرام کی شرکت بھی جلسہ ہذا میں متوقع ہے۔

(الاکین انجمن دعوت الحق کہروڑپکا)

بقیہ : احادیث الرسولؐ

عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جس کے دل میں قرآن میں سے کچھ نہ ہو۔ وہ دل یا وہ شخص ویران گھر کی مانند ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ (یہ) حدیث حسن صحیح ہے

خدام الدین کا پرچہ مندرجہ ذیل ایجنٹوں سے حاصل کریں

کراچی شہر میں :- جناب عبدالمجید خاں صاحب

راولپنڈی میں :- قاری محمد دین صاحب

احمد پور شرقیہ میں :- حافظ سراج احمد صاحب

دریا خاں میں :- حافظ فیض محمد صاحب

خانیوال میں :- کتب خانہ اشرفیہ

پیچہ وطنی میں :- ضیاء الحق صاحب

مطبوعات انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

قرآن عزیز قسم دوم کاغذ گلیز	۱۴/۰۰	بمع محصولڈاک
قرآن عزیز قسم سوم کاغذ مکینیکل نیوز	۱۰/۰۰	〃
قرآن مجید مترجم سندھی کاغذ مکینیکل نیوز	۷/۰۰	〃
بتیس رسائل کا سٹ کاغذ نیوز پرنٹ	۴/۵۰	〃
خلاصۃ المشکوٰۃ	۲/۲۵	〃
خطبات جمعہ ۹ حصے	۱۱/۵۰	〃
انوار ولایت	۴/۵۰	〃
مقامات ولایت بلا جلد	۷/۰۰	〃
مقامات ولایت مجلد	۸/۰۰	〃
مجموعہ تفاسیر ۵ مجلد	۲/۲۵	〃
ملفوظات طیبات	۳/۰۰	〃
گلدستہ صد احادیث نبوی مجلد	۱/۲۵	〃
مجلس ذکر ۱۰ حصے	۱۱/۵۰	〃

بقیہ : بچوں کا صفحہ

مسجد کے پڑوس میں ایک شخص کے ہاں چوری ہو گئی۔ گھر والے جاگ اٹھے اور چور کو پکڑنا چاہا۔ مگر چور مسجد کے راستے سے فرار ہو گیا۔ لیکن جب تعاقب کرنے والے مسجد میں آئے تو انہوں نے اس اجنبی شخص ہی کو جو دراصل حج کے لئے جا رہا تھا، چور سمجھ کر گرفتار کر لیا اور پولیس کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ چوری کی پاداش میں اُسے کوڑے اور جوتے مارنے کی سزا تجویز ہوئی۔ چنانچہ جب پولیس والے اسے مارتے تو کہتے۔ کہ یہ چوری کی سزا ہے۔ مگر وہ شخص خود اپنے منہ سے کہتا کہ نہیں یہ ماں کی نافرمانی کی سزا ہے۔

میرے بھائیو! ہمیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ والدین کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرنا چاہئے بلکہ ان کے سامنے چوں تک بھی نہیں کرنی چاہئے۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت فضیلؒ ابن عیاض

غلام خیر البشر بورسٹل سکول بہاولپور

آپ کی ابتدائی زندگی نہایت بھیانک تھی۔ آپ ایک زبردست ڈاکو اور رہزن تھے۔ رہزنی اور ڈاکہ ڈالنے کی وجہ سے خوف و ہراس سے حضرت فضیلؒ کا بہت چرچا تھا۔ لوگ خوف سے شاہراہوں پر زیادہ تر قافلوں کی صورت میں گذرتے تھے۔ تاکہ حضرت فضیلؒ کے ہاتھوں لُٹ نہ جائیں۔ ایک دفعہ آپ ایک مکان کی دیوار پھلانگنا چاہتے تھے کہ کسی قاری کی آواز کانوں میں آئی۔ جو کہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ حضرت فضیلؒ نے جب یہ آیت سنی ؎۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

(پارہ ۲۷ سورہ الحدید۔ رکوع ۲۔ آیت ۱۶)

ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل خدا کی یاد میں جھک جائیں۔

یہ آیت مبارکہ سن کر حضرت فضیلؒ کے دل کی دنیا بدل گئی۔ ان پُراثر الفاظ نے ان کی جاہلانہ زندگی میں ایک ایسا غیر معمولی انقلاب برپا کر دیا کہ آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے گناہوں کی زندگی سے تائب ہوگئے ابھی آپ توبہ ہی کر رہے تھے کہ تھوڑے فاصلے پر آپ نے چند لوگوں کی آواز سنی۔ جو ادھر سے گذرنا چاہتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ ہمیں اس طرف سے نہیں جانا چاہئے کیونکہ یہاں پر فضیلؒ کے ہاتھوں لُٹ جانے کا ڈر ہے۔ جب حضرت فضیلؒ نے یہ آواز سنی۔ تو ان لوگوں کے پاس آئے۔ جن کو حضرت فضیلؒ سے خدشہ تھا۔ اور ان سے فرمایا کہ فضیلؒ نے خدا کے حضور میں سچے دل سے توبہ کر لی ہے۔ اس لئے آپ بلا خوف و خطر گذر جائیں۔ اور فضیل میرا ہی نام ہے اور خدا نے میرے دل کی سیاہی کو نورِ ہدایت سے منوّر کر دیا ہے۔ بعد میں یہی حضرت فضیلؒ سرتاج اولیاء ہوئے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

زندگی آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

یہی وہ بزرگ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ چور سے قطب بنے۔

سچ ہے خدا کی کلام میں بڑا اثر ہے اگر معنی سمجھ میں آ جائیں تو اور بھی زیادہ اثر پڑتا ہے۔ بس جب قرآن کی سمجھ آ گئی تو یہی سمجھ عمل کی محرک ہوتی ہے اور خداوند کریم ہدایت کی رہنمائی فرما دیتے ہیں۔ پس ہم کو بھی چاہئے کہ قرآن سمجھ کر پڑھا کریں۔ اور گناہوں سے توبہ کیا کریں۔ پھر انشاءاللہ خدا کی رحمت شامل حال ہو جائے گی۔ کیونکہ خدا کو سب سے زیادہ خوشی اُسی وقت ہوتی ہے جب اس کا بندہ گناہ سے توبہ کرتا ہے اور خدا ہی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پھر خدا اُسے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیتا ہے کیونکہ اُس کی رحمت بہت وسیع ہے۔ قرآن کریم میں ہے ؎۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ۔

ترجمہ: میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان توبہ کرنے کے بعد ایسا پاکیزہ ہو جاتا ہے کہ گویا اُس نے گناہ کیا ہی نہیں توبہ ایک صابن ہے جس طرح صابن لگانے سے کپڑے اُجلے نکھر آتے ہیں۔ اسی طرح توبہ کرنے سے انسان بے گناہ اور پاک صاف ہو جاتا ہے۔ ہمیں بھی خدا کے حضور میں توبہ کرتے رہنا چاہئے اور باوجود بار بار گناہ کے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہنا چاہئے۔ فرمایا

ایں درگہ ما درگہ نا اُمیدی نیست
صد بار گر توبہ شکستی باز آ

قارون کا خزانہ

ممتاز احمد حافظ۔ سوتر منڈی۔ لاہور

قارون کا نام تو تقریباً سب ہی نے سنا ہوگا۔ قارون حضرت موسیٰؑ کی قوم سے تھا۔ اور فرعون کا درباری تھا۔ فرعون، حضرت موسیٰؑ کا جانی دشمن تھا قارون اپنے وقت کا رئیس اعظم تھا اُس کے خزانے کی چابیاں ایک جماعت اٹھایا کرتی تھی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے زکوٰۃ طلب کی تو اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ کہنے لگا۔ یہ جتنی بھی دولت ہے۔ سب میں نے کمائی ہے مجھے اللہ نے نہیں دی۔ اس نے عجب کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تمام دولت کا ایک گٹھر بنا کر سر پہ رکھ دیا اور اسے زمین میں دھنسا دیا۔ اور ابھی تک زمین میں دھنستا جا رہا ہے اور قیامت تک دھنستا ہی رہے گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ عجب بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال کا نہ خرچ کرنا عذاب جان بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ماں کی نافرمانی کی سزا

حافظ محمد ظفر اللہ بیگ۔ رحیم یار خان

بزرگوں سے سنا ہے کہ ایک شخص حج کرنے کا بڑا خواہش مند تھا۔ مگر اُس کی والدہ زندہ تھی۔ اور جب کبھی ماں سے حج پر جانے کے لئے اجازت طلب کرتا تو وہ اجازت نہ دیتی۔ اور کہتی کہ بیٹا! تمہارے بغیر میرا کون ہے۔ تو ہی میرا سہارا ہے۔ مَیں اب قریب مرگ ہوں۔ اگلے سال مر جاؤں گی تو پھر تم بلا روک ٹوک حج پر چلے جانا۔ چنانچہ وہ اپنا ارادہ ملتوی کرتا رہا۔ اور حج کے لئے نہ جاتا۔ ہر سال وہ جب والدہ سے حج کی اجازت مانگتا تو پھر وہی جواب ملتا۔ غرضیکہ اسی طرح تقریباً چھ سات برس تک وہ فقط اپنی والدہ کے کہنے سے اپنا قصد ملتوی کرتا رہا۔ آخر کار اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اور وہ ماں کے کہنے کے باوجود حج کے لئے چلا گیا۔ لوگ اس وقت پیدل سفر کیا کرتے تھے۔ اس لئے راستے میں بہت جگہوں پر قیام کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ اس شخص کو بھی چلتے چلتے رات آئی تو ایک مسجد میں شب بسری کے لئے ٹھیر گیا۔ اُسی رات

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ مئی ۱۹۵۶ء پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبر ۹/۲۹/۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۳/۱۰/۶۲

ہجرتِ فاروقِ اعظمؓ

اثر زبیری لکھنوی

محمدؐ اور چند افراد اصحابِ محمدؐ کے
جب آ پہنچے مدینہ کی طرف مکّہ کی بستی سے
تو فاروقِ معظمؓ نے بھی ہجرت پر کمر باندھی
چلے کعبہ کی جانب طوف کرنے کے ارادہ سے
کیا طوفِ حرم اور یوں مخاطب کر کے فرمایا
جسے منظور ہو بچّوں کو اپنے بے پدر کرنا
جسے منظور ہو بیوی کو زخمِ بیوگی دینا
وہ آئے سامنے میرے وہ آئے سامنے میرے
نہ پھر ہرگز یہ کہنا ڈر گیا خطّاب کا بیٹا
میں جاتا ہوں میں جاتا ہوں مجھے روکو مجھے ٹوکو
جری ہو صف شکن ہو تو مقابل آ کے ڈٹ جاؤ
خدا نے مجھ کو عزّت دی خدا نے مجھ کو عزّت دی

ستائے ظلم برسائے ہوئے آلام بے حد کے
روانہ ہو گئے جس دم دیارِ بُت پرستی سے
حمائل کی گلے میں تیغ پٹکے ہیں، تبر باندھی
صفا سے دامنِ ایمان بھرنے کے ارادہ سے
سنوائے کافرو فاروق کی ہجرت کا وقت آیا
مقابل آ کے اپنے ہاتھ اپنے خون میں بھرنا
خود اپنے ہاتھ سے خستہ دلی اور خستگی دینا
کھڑا ہوں آستینوں کو چڑھائے تیغ کو تانے
کہ ہم سے چھپ کے ہجرت کر گیا خطّاب کا بیٹا
بڑھو اور اپنی آتشبار تیغوں سے مجھے روکو
وگرنہ صورتِ روباہ اب رستہ سے ہٹ جاؤ
اُسی کے پاس جاتا ہوں مجھے جس نے ہدایت کی

عمرؓ چھوٹ جائے آقاؐ کے قدم سے ہو نہیں سکتا
یہ پروانہ جدا شمعِ حرم سے ہو نہیں سکتا

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا